نمبر ۲۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۰ اگست ۱۹۰۷ء مطابق ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ | جلد ۱۱

ایک دریافت طلب امر

برادران۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

سال گذشتہ کے اختتام پر ایک قاعدہ تجویز کیا گیا تھا جس کا منشاء یہ تھا کہ صدر انجمن احمدیہ کی تمام مدات کی آمد مفصل ماہوار شائع ہوا کرے لیکن پہلے ہی مہینہ میں جب اس آمد کی تفصیل کمیٹی کے سامنے آئی تو معلوم ہوا کہ اسکی چھپوائی پر ایک کثیر رقم ماہوار خرچ ہو گی لہذا اس قاعدہ کو منسوخ کر کے اسکی بجائے یہ قاعدہ تجویز کیا گیا کہ ہر ایک رقم کی جو دفتر محاسب میں پہونچے خواہ وہ کسی مد کی ہو ایک رسید باضابطہ دفتر محاسب سے دی جایا کرے جس کا مثنی دفتر محاسب میں رہے مگر ہم روپے سے کم رقم کی رسید نہ دیجاوے۔ اور یہ اعلان کر دیا جاوے کہ فرستندہ روپیہ کو اگر دفتر محاسب کی رسید نہ پہونچے تو اسے اپنے روپیے کے متعلق فی الفور خط و کتابت کرنی چاہیئے۔ چنانچہ اس قاعدہ پر اب تک عملدرآمد ہو رہا ہے اور جو رسیدیں کارڈوں پر فرستندگان رقوم کی خدمت میں بھیجی جاتی ہیں ان کا مثنی کارڈ دفتر محاسب میں رہتا ہے اور حسب منشاء فیصلہ کمیٹی اخبارات کے ذریعہ اور رسالہ میں یہ عام اعلان کر دیا گیا ہے کہ جو صاحب کوئی رقم دفتر محاسب میں بھیجیں اور انہیں باضابطہ رسید محاسب کے دفتر سے محاسب کی دستخطی نہ پہونچے وہ اپنی رقم کے متعلق خط و کتابت کر کے دریافت کریں۔ اب بعض احباب نے پھر یہ تحریک مجلس ناظم کے سامنے پیش کی ہے کہ رسیدیں بطور ضمیمہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز چھپنی چاہئیں۔ اسپر مجلس ناظم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس امر کا قطعی فیصلہ کرنے کے لئے احمدی پبلک کی رائے اس معاملہ میں لیجاوے لہذا بذریعہ اخبارات تمام احمدی احباب اور بالخصوص احمدی انجمنوں کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا جاتا ہے کہ وہ اس سوال کے دونوں پہلوؤں پر غور کر کے اپنی اپنی رائے سے سکرٹری مجلس ناظم کو مطلع کریں چونکہ ایک ایک فرد کی رائے سے معاملہ طول پکڑے گا۔ اس لئے مناسب ہے کہ ہر ایک جگہ احمدی احباب اپنی اپنی انجمنوں میں اس معاملہ کو پیش کر کے انجمن کے فیصلہ سے اطلاع دیں اس طریق سے مجموعی رائے سب احمدی احباب کی مجلس ناظم کے سامنے آجاوے گی ان تمام راؤں پر غور کر کے مجلس ناظم اپنی رائے کے ساتھ اس معاملہ کو مجلس معتمدین میں پیش کرے گی۔ تمام احمدی انجمنوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ماہ اگست کے اندر اندر اس معاملہ پر بحث کر کے آخری رائے سے مجلس ناظم کو اطلاع دیں۔ چونکہ یہ معاملہ جلدی پیش ہونا چاہیئے۔ اس لئے صرف اختتام اگست تک ایسی راؤں کا انتظار کیا جاوے گا۔

وجوہات رسیدوں کے چھپوانیکی ضرورت کے حسب ذیل دیئے گئے ہیں

(۱) اس سے تحریص چندہ دہندگان وغیرہم میں زیادہ چندہ دینے یا از سر نو چندہ شروع کرنے کی پیدا ہوتی ہے۔

(۲) چندہ دہندگاں باقاعدہ ماہوار چندہ بھجوانے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۳) مخالفوں یا منافقوں کی بہت سی بدظنیاں اس سے رفع ہو جاتی ہیں۔

(۴) اس سے ہر قسم کی رسید خواہ وہ رقم ہم سے بھی کم ہو شائع ہو سکتی ہے اور ایسی چھوٹی چھوٹی رقومات کی رسیدات شایع کرنی بہت ہی ضروری ہیں کیونکہ غلطیاں عموماً ایسی رقومات میں ہی واقع ہو جایا کرتی ہیں۔

(۵) چونکہ یہ انجمن پبلک اور رجسٹرڈ ہے اس واسطے ہر ایک کو اس۔ شائع ہو [illegible]

جس کے حکم اور امر سے ہم مریں گے اور مرنے کے بعد حساب کتاب کے لئے
زندہ کئے جائیں گے پھر مطابق اعمال کے انعام اور سزا کے مستحق ٹھہر کر جزا
و سزا حاصل کریں گے اور کہ ہم بمعہ اپنی طاقتوں قوتوں اور استعدادوں اور
عقلوں اور شعوروں اور ادراکوں کے مخلوق اور محض عاجز مخلوق ہیں اور اللہ تعالیٰ
رب العالمین رحمٰن رحیم مالک یوم الدین ہے اس لئے ہمارا نیکی کرنا یعنے نیک
افعال کرنا نیکی کا ثمرہ پانے اور بدی کرنا بدی کا ثمرہ پانے کا مستحق ٹھہراتا ہے جسکی کہ
مثال ہم دنیوی زندگی میں بھی ملاحظہ کرتے ہیں کہ کیونکہ بدکار اپنی بدکاری کی
سزا بھگتتے اور علمی روشنی سے حصہ لینے والے اوس کے مطابق حصہ لینے والے
اوس کے مطابق فائدہ حاصل کرتے ہیں۔ پس اس سے صاف طور پر سمجھ میں
آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل درآمد کرنا انعام پانے کا ذریعہ اور نافرمانی
کرنا جہنم اور عذاب میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے جس سے صاف طور پر
اوسکی ترقی و تنزل کی حالت منکشف ہوتی ہے لیکن اگر ایسی حالت تسلیم کیجاوے
جیسے کہ حباب کو پانی سے ہوتی ہے تو حفظ مراتب کا خیال مفقود ہو جاتا
ہے جس کے لئے یہ فقرہ ملی چسپاں کرنا پڑتا ہے کہ "گر حفظ مراتب نہ کنی
زندیقی" + کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور تنزل سے بالکل مبرا و منزہ
ہے اس لئے لازم آیا کہ اگر ہماری حالت مثل حباب اور پانی یا عین کے ہوتی
تو ہم میں بھی وہی صفت ہونی چاہیے تھی مگر ہم میں چونکہ ترقی و تنزل کا مادہ
ہے اس لئے یقیناً ہم کو خدا کے ساتھ ایسا تعلق نہیں جیسا کہ پانی کا حباب
کے ساتھ ہوتا ہے + پس اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسا عقیدہ دراصل گمراہی
کا عقیدہ ہے نہ کہ صوفی صافی کا کیونکہ صوفی وہ ہوتا ہے جو کہ اپنے خیالات
کا نگہداشت رکھنے والا اور اپنے دل کو ان امورات سے خالی رکھنے والا
جن کے کہ وہ لائق نہیں یعنے صوفی وہ ہے جو کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد
کا خیال زیر نظر رکھے اور اپنی اصل حقیقت و بساط اور ہستی سمجھے کہ کیونکہ محض
عاجز اور ہمہ وقت اللہ تعالیٰ کے فضل کی محتاج ہے اور خدا تعالیٰ کی رحمتوں
اور شفقتوں پر پورا وثوق حاصل کرے کہ کیونکہ وہ اس کو رفعت اعلیٰ پر پہونچاتی
ہیں اور کس طرح اوسکو ضلالت اور گمراہی کے تنگ و تاریک گڑھے میں گرنے سے
بچاتی ہیں + یہ تو صوفی کے معنے ہماری سمجھ میں آئے ہیں مگر آجکل صوفی اس قسم
کے پائے جاتے ہیں کہ وہ حفظ مراتب کی نگہداشت نہ کرنے کا نام صوفی رکھتے
ہیں۔ یعنے جو یہ اقرار کرتا پھرے کہ آپ ہی آپ ہیں اور کچھ نہیں وہ صوفی ہے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۹) یقین کر سکیں کہ فی الواقع انہوں وہ معرفت حاصل کر لی ہے جس کیطرف
لوگوں کو توجہ یہ حضرات مبذول کر رہے ہیں اور ہدایت کر رہے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ ان حضرات
کی ایسی خشک باتوں کا کیا اثر پڑ سکتا ہے جبکہ انہیں لم تقولون ما لا تفعلون
کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا ما لا تفعلون کا صاف اور صریح حکم موجود
ہے بار بار جتاتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم اور دوسرے انبیاء ہی معرفت سکھاتے
تھے مگر ایسی باتوں سے ہم کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں جبحالت میں کہ حضرت اقدس رسول اللہ
صلعم کو ہم نماز روزہ اور عبادت الٰہی میں ایسا مشغول ہونیکا ثبوت پاتے
کہ دیسی کرنی ہر ایک سے محال ہے + خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اوس نے اپنے سچے
رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک زندہ نمونہ بھیجکر ہمکو ایسے ایسے نالائق خیالوں سے
بچا لیا کہ جو خود دیکھے ہی کرتے نہیں کہاتے اور صرف منہ سے ہی معرفت معرفت کا مانگ
لگاتے ہیں حالانکہ اگر وہ اصل ایسی معرفت نہ ہوتی جیسے کہ انبیاء کو ہوتی ہے تو سے
ز دنیا تو بہ کرو ندیدے بچشم راز خون بارے + منہ

بایں ہمہ اعمال کچھ بھی نہیں کرتے۔ اور پھر ہی نیک اعمال کی ضرورت ہی
کیا جب آپ ہی آپ ہوئے۔ جس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ہر ایک
ہر ایک فعل کو فعل اللہ یقین کرنے کی وجہ سے اباحت کی تعلیم دے دیکر
لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی کمال بے ادبی ہوتی ہے۔
بات لمبی ہو گئی اور کہاں سے کہاں چلی گئی مگر اب ناظرین کو نتیجہ کی سیر
کرانی ضروری اور لازمی ہو گئی۔ ان تمام امور سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ
بالا صوفیت کے مدعی اور سناتنی دراصل ایک عقیدہ کے پابند ہیں کیونکہ
جسطرح سناتنی ہر ایک چیز کو پرمیشر کا روپ بیان کرکے ہر ایک چیز کے غیر فانی
اور ازلی ابدی ہونے کی دلیل پیش کرتے ہیں اسی طرح صوفی صاحبان
اپنے اور جملہ مخلوق کے وجود کو پانی اور حباب کی مثال دیکر غیر فانی
اور ازلی ابدی ثابت کرتے۔ تیسرے ان کے بالمقابل آریہ سماجی ہیں
تو وہ تو علانیہ ہر ایک چیز اور ذرہ ذرہ کو ازلی ابدی اور غیر فانی تسلیم کرتے
ہیں جس سے اقبالی ڈگری اس امر پر ہو جاتی ہے کہ دراصل یہ ہر سہ عقائد
کے پابند ایک حد پر جا کر آپس میں گڈ مڈ ہو جاتے ہیں جس سے ایک دوسرے
کی تمیز کرنا ایسا ہی مشکل ہو جاتا ہے جیسے کہ ایک اونٹ کا سوئی کے
ناکے سے نکلنا۔ اور یہ تمام عقاید عدم معرفت الٰہی کے نتائج ہیں اور کہ
انکی سمجھ نے خالق و مخلوق کے حفظ مراتب کا خیال نہیں رکھا جس کی
سبب سے یہ اتہا کنڈ اب ایسی غلطاں و پیچاں ہو گئی کہ اب ان سے
نکلنا مشکل ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ انکی چشم ہوش وا کرے اور ان کو خالق
و مخلوق کے مراتب پر غور کرنے کا سبق دے۔ آمین

خلاصہ کلام یہ کہ ویدک تعلیم کے آدتار (جوہر) ایک ایسی تفسیر ہے جس کا
ارادہ جناب بابو عبد العزیز صاحب نے کیا ہے اچھی طرح وا ہو جاوینگے مگر
ہمارے رائے میں کسی تیسری تفسیر کا ترجمہ لکھنا مناسب نہیں کیونکہ اس سے
کتاب کی ضخامت بڑھ جاوے گی ہاں بعض جگہ پر ضروری ریمارکس دینا
حسب ضرورت مناسب ہے ایسے ہی ضروری ریمارکس منجانب مترجم بھی
ضروری ہیں اس سے دیانند کی چالبازیاں اچھی طرح ظاہر ہو جاویں گی
اور شائقین کو بہت کچھ فائدہ ہو پہنچیگا + مگر بہتر یہ ہوگا کہ چھوٹے چھوٹے
رسالوں کی صورت میں شایع کیا جاوے ایسے ہی قیمت بھی تھوڑی رکھی جاوے
تاکہ عوام کو آریہ سماج اور سناتن دھرم پر ریویو کرنے کا عمدہ موقع نصیب ہو کر
اور مطالعہ بھی بآسانی کر سکیں۔ فقط

خاکسار محمد حسین از لاہور چھاونی۔

حقیقت نماز شایع ہو گئی

کتاب حقیقت نماز جسمیں خدا کے فضل سے نماز کی حقیقت کو بڑی تفصیل سے
لکھا گیا ہے شایع ہو چکی ہے اس کتاب کا پڑھنا ہر ایک پر ضروری ہے نماز کے
کل مسایل کو بڑی وضاحت سے بیان کرنے کے علاوہ حضرت اقدس
کے کل دعاوی پر بھی ضمناً بحث کی ہے اور جیسا کہ اس سے قبل ایک مکمل
فہرست الحکم مورخہ ۱۰ر فروری ۱۹۱۰ء میں بطور ضمیمہ شایع کر چکا ہوں
آخری پارے کی چند سورتوں کی تفسیر بھی درج کیگئی ہے کتاب کی
بلحاظ اوسکی خوبیوں کے قیمت کم ہے یعنی معہ محصولڈاک ۱۲؎ اور علاوہ محصول
صرف ایک روپیہ درخواست ذیل کے پتہ پر آنی چاہئے۔
شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر الحکم قادیان دار الامان

نظم

از صوفی تصدق حسین صاحب بریلوی مہاجر قادیان

احمدی وہ گروہ ہے دیندار
وہ غلامِ غلام احمد ہیں
احمدی ہیں وہ متقی مومن
فکرِ عقبےٰ میں رہتے ہیں شب و روز
غمِ دنیائے دوں کو مارکے لات
احمدی تو غرض سبھی ہیں خوش اطوار
حب اور بغض اونکا ہے للہ
دشمنانِ خدا سے لڑتے ہیں
اون کا ہتھیار ہے زبان قلم
احمدی ہیں وہی ذکور و اناث
[ا]ن کا مسلک ہے سنت و قرآن
صادق الوعد احمدی ہیں تمام
وقف راہِ خدا ہے جاں اونکی
احمدی ہیں بہت خلیق فہیم
احمدی ہیں جماعت حق آگاہ
پنجگانہ نماز پڑھتے ہیں
روزے رکھتے ہیں فطرہ دیتے ہیں
نفلیں پڑھتے سحر کو اوٹھتے ہیں
احمدی شرع کے ہیں سب پابند
حق و باطل کی ہے تمیز اون کو
پیش خصم و مخالفِ بدکیش
فرض کو بتاتے ہیں مبہوت
[د]ل ان کے مقابل آتا ہے
احمدی وہ خدا کے بندے ہیں
حق کی درگاہ میں ہیں مقبول
احمدی عاشقانِ یزداں ہیں
رات دن کرتے ہیں خدا کی دعا
کوششیں کر رہے ہیں توڑکے دل
ہے تڑپ اون کے دلمیں رہتی ہے
پوری حجت کریں مخالف پر
آنکھ کھل جائے جس سے اندھوں کی
دینِ اسلام کے بجیں ڈنکے
احمدی راست باز ہیں واللہ
ہیں وہ منصف مزاج سچے سب
دل سے مرضاتِ حق کے جویاں ہیں
صاف ہے جن کا اندرون بروں

جو ہیں احمد پہ جان و دل سے نثار
جسپہ اللہ کا بہت ہی پیار
جو ہیں مستغفرین بالاسحار
فکرِ دنیا سے ہوگئے بیزار
دین کے غم میں ہیں وہ لیل و نہار
نرم دل پاک جان و خوش گفتار
نہیں اون کو کسی سے رنج و غبار
پر لڑائی ہے اونکی بے ہتھیار
یہی گویا کہ تیغ کی ہے دہار
نیک ہے جنکی عادت و رفتار
ہیں محب درود و استغفار
شادی و غم میں شاکر و صابر
مال اون کا رضائے حق میں نثار
نہیں رکھتے وہ ذرہ استکبار
شرک و بدعت سے سلفاً بیزار
ہے صفت جنکی قرۃ الابصار
بہر رضائے ایزد غفار
احمدی ہیں بہت نماز گزار
اونہیں سنت کے ہیں نمود آثار
علم دیں میں ہیں وہ بہت ہشیار
علم و فضل اپنا کرتے ہیں اظہار
جلوۂ دین کے دکھا انوار
ہیں یہ شیر اور خصم روبہ خوار
جنسے اللہ خوش ہے لیل و نہار
انپہ وا ہوگیا درِ اسرار
نام حق سے ہے ان کے دلکو قرار
رہے شاداب دین کا گلزار
کر دوں باغ دین کی ہو بہار
دین کی حقیقت کا ہو اظہار
تا ہو وہ کفر چھوڑکر دیندار
روز روشن وہ دیکھیں اور شب تار
دین ہو دین احمد مختار
نہ کوئی مفتری نہ کج رفتار
کذب و بہتاں سے ہو انکو عار
جان سے حق کے طالب دیدار
بس وہی احمدی ہیں خوش کردار

ڈہونڈتے ہیں خدا و خلق کی صلح
احمدی میں بہت سے صاحب عزم
ہیں بہت انمیں عارف باللہ
کچھ ہیں کمزور اور نو آموز
احمدی سب ہیں بھائی آپسمیں
ایک کے پاؤں میں جو خار چبھے
یہی ہمدردی و اخوت ہے
ایک کا دوسرا دعاگو ہو
خود غرض خودپسند انسان پر
رہے ملحوظ حق عبد و خدا
نسبت احمدی جتا لی ہے
ملیں آپسمیں خندہ رو ہو کر
ہوں خرید و فروخت داد و ستد
نفس کو اپنے خوش نہ آئی جو بات
قرض لے کر ادا کریں جلدی
نہ بنیں سخت گیر نے کج خلق
ہوں غرض سب معاملے ستھرے
ہم کو توفیق خیر دے یارب
فضل سے اپنے دے مدد ہم کو
بطفیل مسیح و مہدی ما
دور کر ہم سے غفلت و عصیاں
بہتری و فلاح کا انکی
سب کی بگڑی بنا خداوندا
دور کر دے ہمارے عیبوں کو
تیری رحمت کے منتظر ہیں ہم
رکھ ہمیں احمدی جماعت میں
نسبت احمدی سے کھول آنکھیں

نفس و شیطاں سے رکھتی ہیں تکرار
فخر ہے ہم کو جسپہ لیل و نہار
اون کے رخ پر چمکتے ہیں انوار
اون کو مولا بنا دے طاقتدار
بھائی پر بھائی جان کردے نثار
بے نکالے نہ آئے اوس کو قرار
کر رہے بھائی بھائی کا غمخوار
اور برے وقت میں ہو ہمدم و یار
ہے خدا و رسول سے ہشیار
احمدیوں کا بس یہی ہے شعار
رافت و رحم سب سے درکار
ہوں جبیں پر جبیں نہ دل افگار
استہزا نہ کیجے ساتھ بے آزار
نہ کریں وہ پسند بر اغیار
ہو نہ دینے میں حجت و تکرار
حرص و بغض و حسد ہو سب بیکار
جیسا ہوتا ہے مومنوں کا شعار
تجھسے یہ التجا ہے با دل زار
نفس و شیطاں کے ہو نہ جائیں شکار
وقنا ربنا عذاب النار
تا نہ عقبےٰ میں ہوں ذلیل و خوار
تیرے ہی فضل پر ہے دار و مدار
طاقتیں بخش کر دے مخلص کار
رکھ نہ اسدرجہ ہم کو زار و نزار
تو رحیم و کریم ہے غفار
نہ چھٹا ہم سے زمرۂ ابرار
کر خدایا ہمیں اولی الابصار

آرزو ہے اویس کی یارب
راہِ دیں کا ہمیں ہو گل ہر خار

ملازمان سرکاری اور پالیٹکس

مدراس گورنمنٹ نے حال ہی میں ایک حکم اس مضمون کا جاری کیا ہے کہ ہز ایکسیلینسی گورنر باجلاس کونسل کو اس بات کا یقینی علم ہے کہ پولیٹیکل تحریکوں اور جلسوں کی شرکت سے متعلق گورنمنٹ کے امتناعی رولز کی اکثر ملازماں سرکاری خلاف ورزی کرتی ہیں۔ بلکہ بعض صورتوں میں انہوں نے ایسی مجالس کی صدارت بھی قبول کی ہے لہذا صاحب گورنر بہادر باجلاس کونسل تمام ملازماں سرکاری کو گورنمنٹ سرونٹس کونڈکٹ رول ۱۹۰۴ء کے قاعدہ نمبر ۲۰ پر توجہ دلانا ضروری سمجھتے اور اوسکی خلاف ورزی سے متنبہ کرتے ہیں۔" امید قوی ہے کہ رفتہ رفتہ دیگر تمام لوکل گورنمنٹیں بھی اسبارہ میں گورنمنٹ مدراس کی پیروی کو ضروری سمجھیں گی۔

ایام طاعون میں باہر نکلنا

عزیز من ہماری اضطراری وناچاری پر جو فراری کا الزام و اتہام لگایا گیا ہے۔ یہ محض موافق و مطابق حکم خدا و رسول کے ہوا ہے۔ بین اول الفرارین نہیں ہوں بلکہ ہمارے محلہ کے کل لوگ جس وقت باہر میدان میں چلے گئے۔ چونکہ ہمارے پاس کوئی سامان خیمہ مہیا نہیں تھا۔ تو تبدیلی ہوا مصفا و آب شفا کے لئے موضع وعولیہ چلے گئے تھے۔ یہ اعتراض عزیز کا محض کم علمی و کم فہمی و غلطی پر مبنی ہے۔ کیونکہ جب اُس خالق الموجودات و رب الکائنات نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا۔ (ولقد کرمنا بنی آدم) جس کے واسطے زمین آسمان و ما فیہا کل سامان خوراک پوشاک حیوانات نباتات جمادات اُس کی نفع رسانی کے لئے پیدا کئے ہیں۔ اور اُس کی صحت حفاظت جسمانی و روحانی کیلئے کس قدر سرمایہ ظاہری و باطنی مہیا کیا ہے۔ (سخر لکم ما فی السموات والارض) بلکہ چاند سورج ستارگان باران۔ اشجار اجبار میوہ جات ثمرات غلہ جات وغیرہ انعام و اکرام رحمانی پر ذرا عمیق نظر سے نگاہ کرو۔ یہ سب کچھ اس انسان کی خاطر و خدمت کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اس قدر خداوند تعالیٰ کو اس کا پاس ملحوظ ہے۔ بہت سے آیات بینات سے اظہر من الشمس ہے۔ باعث تطویل چند سطور پر حضور کرتا ہوں۔ تو کیا اس انسان پر جب مصیبت مرض یا جوع۔ تنگی و ترشی یا بصورت عذاب عقاب کا عتاب ہو۔ تو پھر کوئی چارہ و علاج و درمان نہیں رکھا ہے۔ حدیث میں ہے (لکل داء دواء) ہر مرض کی دوا ہے۔ خداوند تعالیٰ نے ہر ایک اشیاء میں بلکہ ہر غذا تک میں خواص [illegible] رکھا ہے (ما خلقت ہذا باطلا) کسی چیز کو بے فائدہ پیدا نہیں کیا ہے۔ تو اگر بحالت علالت طبیب ہر امراض پر توکل ہی کر بیٹھ رہتے۔ تو گویا خدا کا ادویات پیدا کرنا بھی عبث ہوا۔ اور خدا کا اسم حکیم کس صلاحیت کو ٹھہرا۔ مختصر کلام یہ کہ ہر مرض کی دوا ہے۔ اول دعا بدرگاہ رب العالمین پھر استغفار پھر اُس مسبب الاسباب نے جو سلسلہ ادویہ کا درمیان سبب و وسیلہ و سلامت بنایا ہے۔ وہ بھی ضروری ہے۔ جناب رسول صلعم کے عمل سے ظاہر ہے۔ کہ آپ خود دوا کرتے اور دوسروں کو بتلاتے تھے۔ تو جب طاعون خدا کی طرف سے بطور عذاب نزول ہے تو پھر اُس کے لئے استغفار بھی کریں۔ اور اسباب کو بھی ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔ اسکا اسباب کل حکما و ڈاکٹران کا متفق مجرب قول ہے۔ کہ جس گھر میں چوہے مریں۔ اُس میں کیڑے زہر دار باریک پیدا ہو جاتے ہیں۔ اُس مکان کو ہوادار مصفا اور ادویہ زہر دار سمی جس سے کہ کیڑے مر جاویں۔ استعمال کریں۔ اور اُس مکان کو چھوڑ دیویں۔ جس میں زہر پھیل جاوے۔ تو کیا شریعت نبوی میں تبدیلی مکان و ہوا منع ہے۔ ہرگز نہیں۔ قرآن شریف میں آیا ہے۔ (ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ) جان بوجھ کر اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اُس سے بچو۔ اپنی حفاظت کے سامان مہیا کرو۔ کیا جس مکان میں آگ لگ جاوے۔ اُس میں بیٹھے رہنا۔ یہ شریعت نبوی اور توکل علی اللہ ہے۔ جس رسول صلعم نے خیر خواہی و ہمدردی ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی دنیاوی و عقبیٰ کے لئے ہماری طرف آکر خفیہ و علانیہ منادی کرا کر ہمکو آگاہ کیا۔ (لعلکم تتقون) (لعلکم تفلحون) (لعلکم تعقلون) تاکہ تم بچو۔ تاکہ تم فلاح اور نجات پاؤ۔ اور عقل کرو۔ اور سمجھو۔ اور تدبیر اور تفکر کرو۔ اُس نبی سرور کائنات فخر موجودات جو بصد ہزار اسرار و معانی کے معدن و مصدر و مخرج و منبع فیض و حکمت تھے۔ کیا اُن کا حکم ہے۔ کہ زہر دار مکان کے اندر گھسے رہو۔ اور ہلاک ہو جاؤ۔ تو تب تمکو شہادت ملیگی؟ نہیں وہ ملامت ہوگی کیا بدبودار اور متعفن مکان میں رہنے کا حکم ہے۔ کیا کسی انسان کی طبیعت و مزاج اس بار گراں کو سر پر برداشت کر سکتا ہے۔ (وثیابک فطہر والرجز فاہجر) بلکہ جابجا نبی (علیہ السلام) اُن پر الف الف رحمت کی یہی تعلیم ہے۔ کہ ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی طہارت کو ہمیشہ ہر امر میں مدنظر رکھو (وجعلنی من المتطہرین) پارچات و بدن مکان صاف رکھو۔ ہر ایک پلیدی و گندی و مضر و متعفن ہوا سے پرہیز و احتراز کرو۔ اور چھوڑ دو۔ کیا سانپ یا اور زہر دار ذی روح کے مُنہ میں اُنگل دینی چاہئیے۔ یا کنارہ یا سم الفار کو عمداً کھانا چاہئیے۔ کہ توکلت علی اللہ کھا لیتا ہوں۔ جو چاہیگا رب کرے گا۔ کیا خود بخود چاہ میں گرنا اور خودکشی کرنا۔ یہ توکل ہے۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ بلکہ جب تک روح نفس میں ہے۔ اُس کا معالجہ کرنا فرض ہے۔ ایک دم کے واسطے بھی اگر ہزار دام لگے۔ تو توقف نہ کرے۔ اسباب خدا نے کیوں مقرر کئے۔ کیوں زوجین کا جوڑہ بنایا۔ اسی طرح اولاد پیدا کر الیتا۔ نبیوں کو کیوں بھیجا۔ خدا خود بخود سمجھا دیتا۔ اور ہزارہا اشیاء پر نگاہ کرو۔ سب میں یہی راز ہے۔ ظاہری اسباب کو تو جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم (فداہ ابی و اُمی و روحی) نے بھی چھوڑا نہیں ہے۔ جنگ کے واسطے سامان مہیا کرنا۔ زرہ گھوڑے ہتھیار وغیرہ خریدنا۔ جنگ میں خندق کا کھودنا۔ اگر کیا معنے۔ کیا اس میں توکل نہیں ہے (بنا نوئے اشتر بند و توکل بہ) باوجود (واللہ یعصمک من الناس) وعدہ عصمت و حفاظت من جانب اُس حی و قیوم خدا جناب نبی علیہ السلام کو پہنچ چکا تھا۔ پھر دشمنوں کے فساد و عناد و [illegible] قتل کے وقت [illegible] صدیق اکبر غار ثور میں جا [illegible] پناہ گیر نہیں ہوئے کیا وہ توکل چھوڑ کر بھاگے تھے۔ اُن لوگوں کو جن کو آب و ہوا مدینہ شریف ناموافقت و مخالفت سے بخار شروع ہو گیا تھا۔ اُن کو تبدیلی ہوا و آب و دانہ کے واسطے باہر چراگاہ میں سکونت رکھنے کا کیوں حکم دیا گیا تھا۔ کیا اُس جگہ خدا وہ نہیں تھا۔ جو باہر تھا۔ طاعون سُن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لشکر کو واپس کرنے پر جو اعتراض۔ حضرت ابو عبیدہ صاحب نے کیا تھا۔ وہ یاد ہے۔ اور جو جواب فرمایا۔ وہ یاد ہے۔ (انفر من قدر اللہ الی قدر اللہ) میں تقدیر الٰہی سے تقدیر الٰہی کی طرف بھاگتا ہوں۔ یعنے یہ بھی اُسی کا حکم ہے۔ کہ جلتی آگ میں عمداً کود کر نہ گریں۔ حالانکہ یہ مرض متعدی ہے۔ جو ہزار ہا بار تجربہ ہو چکا ہے۔ جو مجذوم کے مشابہ ہے۔ جس کے واسطے رسول صلعم کا حکم ہے کہ . . . . مجذوم سے ایسا بھاگو جیسا شیر سے کیونکہ اُسکا زہر دار اثر فوراً تم میں سرایت کر۔ اِس قدر مجرب واقعات شواہدات بینات کے محسوسات ہونے بھی پھر کہنا کہ طاعون سے کیوں بھاگے۔ یہ سراسر لوگوں کی حماقت و یا تعصب دیرینہ کر رہی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی مخالفت و عداوت کے واسطے یہ باطنی ہلاکت کے گڑھے میں گر کر نابود معدوم ہو ہی چکے تھے۔ اب ظاہری و جسمانی قوی کو بھی خود بخود ہلاک کر رہے ہیں اور ولا تلقوا کے مصداق بن رہے ہیں (وما کان اللہ معذبہم وہم یستغفرون) پر عمل نہیں کرتے۔ انکار و اصرار سے باز ہو کر اگر استغفار ظاہری و باطنی پر کاربند ہوتے۔ تو عذاب الٰہی سے بچ جاتے کیونکہ وعدہ رحمانی ہے۔ کہ (وما کنا معذبین حتی نبعث رسولا) رسول کے ساتھ عذاب کا وابستہ ہونا اس آیت کا مطلب مفہوم ہے جب رسول فرستادہ خدا بھی موجود ہے تب ہی عذاب کا وجود ہے۔ پھر مسیح موعود و مہدی مسعود سے انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ہم کسی بستی یا قوم کو عذاب سے بالکل تباہ نہیں کرتے۔ جبتک اُن کو رسول کی معرفت آگاہ نہیں کرتے

ہو آنحالیکہ - باشندے لوگ خدا کے غفر و حفاظت ظاہری و باطنی کے حصول و وصول و جذب و کشش کی طرف پورے پورے عائل و سائل ہو کر مائل ولی توجہ و جگری تضرع و خشوع خضوع سے سر تسلیم تکریم و تعظیم کا بر آستان رحمان رب الرحیم والکریم جی کُل نفس عز بان رکھتی ہوں - اور پھر بھی عذاب بھیجدوں (اِنّ اللہ لا یخلف المیعاد) غرضیکہ بہ سبب زمانہ فیج اعوج اکثر علمائے اُمت بموجب پیشگوئی رسول مقبولؐ اسم و رسم کے طور پر مسلمان بالمشابہ یہود صرف ظاہری الفاظ پرستی کو اپنا زبردستی سرمایہ سمجھکر سینہ زوری کی ضد پر اڑ رہے ہیں - اور آیت و حدیث کی ظہر و بطن ہر دو معانی پر عمیق و گہری نگاہ سے غور و تدبر و تفکر کے ساتھ دل و دماغ کو مبذول و مصروف نہیں کرتے - اسی واسطے تو اسقدر مخالفت کا جنگ و شور برپا کیا ہوا ہے - اور اُس نور کو جو مامور من اللہ و خلیفۃ اللہ و جری اللہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باصد ہزار دلایل بیّنہ تقہ قوی عقلیہ و نقلیہ و حجت قاطع و ساطع و آیات بیّنات بدیہات و علامات ذو صفات منور اظہر و اظہر ہو کر ملا ہے - (لیطفئوا نور اللہ بافواھھم) اپنے مُنہ کی پھونکوں سے بجھاتے ہیں - اور اُس روشنائی و بینائی کے چمکدار صاف و شفاف چشمہ و آئینہ کو اپنی تعصب و تخلف کی میل کچیل سے مکدر کرتے ہیں - اور اُن حقایق و دقایق و معارف و اسرار و رازکو جو بطور انعام و اکرام بذریعہ الہام مکالمہ و مخاطبہ مشرف ہو کر برائے صداقت و شہادت اسلام اُس آخر الزمان امام خیر الانام کو عطا ہوئے ہیں - چشم پوشی کرکے عمداً کتمان حق کرتے ہیں - اور اُس مدفون خزانہ و مال کو کہ جو مسیح موعود کے ساتھ وابستہ تھا اُس کی تقسیم سے حصہ لینا نہیں چاہتے - بلکہ بھاگتے ہیں - اور کہتے ہیں - کہ قرآن اور حدیث کے اسرار کا خزانہ مراد نہیں ہے - بلکہ درہم دینار و اشرفی و روپیہ کا خزانہ ہوگا - جو آکر ہمکو بانٹے گا - اور (یکسر الصلیب و یقتل الخنزیر) کے بھی ظاہری لفظی معنے کرتے ہیں - کہ وہ معمولی جو لکڑی کی گاڑی جاتی ہے - آکر توڑیگا - اور یہی خنازیر جو باہر جنگلوں میں رہتے ہیں - ان کاشت کار کر کے مارے اور مروائے گا - یہ تاویلی اور حقیقی معنے پسند نہیں کرتے - کہ وہ آکر صلیب پرستی کے مذہب کو اور تثلیث خبیث کی بیخ کو جڑ سے اکھیڑیگا اور اُن خنازیر کو جو اہل اسلام کے سخت و کرخت مخالف اور دین کی اشاعت کے اشد عنادی و فسادی اور ایمان کی آبادی اور زراعت کو ضائع و تباہ کرتے اور قتل دانت سب و شتم و دشنام دہی سے لب کھولکر ستم و غم و الم کے زخم پہنچا رہے ہیں اُن کو آکر قتل کرے گا - اصل مطلب و غرض یہ کہ یہ لوگ یکطرفہ کارروائی کرتے ہیں - اور یک چشم کی طرح دیکھتے ہیں - اور دوسری آنکھ کے نور سے بے بہرہ ہیں ایک حدیث کے لفظ پر ضد لگا کر اڑے رہتے ہیں - اور دوسری طرف صدہا حدیث فروع متصل و صحیح کیوں نہ ہوں - پرواہ نہیں ہے - عالم جو بھی حالانکہ مقدم کلام قرآن شریف ہے اس کے بالمقابل حدیث شریف خواہ کس قدر صحیح اسناد و معتبر روایات سے ثقہ ہو - اگر مخالف و معارض ہے - ہرگز مقبول و قابل وقعت نہ ہوگی - ہاں اس میں تطبیق و توفیق سے باہم مضمون موزون کرنا چاہیے - اسی طرح اگر احادیث بھی باہم ضدین واقع ہوں - تو اُن کو بھی قرآن و سنت و تعامل کے ساتھ مطابقت و موافقت کرنی چاہیے - نہ یہ کہ کسی حدیث میں کچھ اور کسی میں کچھ - اور پھر سب صحیح - یہ ناانصافی و کج فہمی ہے - کیونکہ حدیث یقینی و قطعی علم نہیں ہے - بلکہ ظنی ہے - سو اِن میں ضعیف بھی ہیں - اور موضوع بھی داخل ہیں - اِن میں تمیز و تحقیق و تشخیص سے تلخیص و تنقید کرنا ہر ایک کا کام نہیں ہے - جواہرات و طلائی و نقرہ کا پرکھنا بغیر صراف نہیں ہو سکتا - اسی طرح احادیث کی تنقید کو بھی کامل و عامل و عارف باللہ و منقد متقی عالم ربانی و حقانی محک علم و عمل پر پرکھ سکتے ہیں (اتقوا اللہ و یعلمکم اللہ) حدیث شریف میں جو لفظ بلد وارد ہے - کہ ایام طاعون میں بلد سے نہ نکلیں - سو بلد سے مراد مکان سکونتی نہیں ہے - کہ خواہ کیسی ہی ہوا گندی متعفن و زہریلی و مہلک و قاتل ہو جاوے - مکانوں سے نہ نکلو ورنہ توکل ٹوٹ جاویگی - بلکہ بلد حدود و شہر پر حاوی ہے - قرآن کلام معجز نظام ذوالجلال والاکرام اسپر شاہد ہے (بلد میت فانزلنا ماء) . . . . جس سے زمین زراعت بشہر مراد ہے - نہ کہ مکان جو باران سے سرسبز ہو کر روئیدگی نکالتے ہیں - دوسری حدیث میں حرف ارض آیا ہے - جو اور بھی نہایت وسیع اور کشادہ ہے - مطلب صاف کہ اُس زمین سے نہ نکلو - یا اپنی حدود یعنی باہر میدان مصفا ہوا میں سکونت رکھو یہ صحیح ہے - کہ وبائی امراض سے بھاگ کر کسی دوسرے گاؤں میں بیماری پھیلانے کے واسطے داخل نہ ہوتا کہ اُس کی زہریلی نفس سے متاثر ہو کر دوسرے لوگ بھی مبتلائے مرض نہ ہو جاویں اور یہ سخت گناہ ہے - ہاں ابتدائی حالت بیماری کے جس وقت قدرے آثار نمودار ہوں - دوسرے گاؤں میں بھی جانا کچھ حرج نہیں ہے اگر جبوقت کہ زور و شور سے بحر طغیانی موج مارنے لگے اُس وقت اپنی حد باہر میدان میں رہ سکتا ہے - دوسرے گاؤں میں نہ جاوے - یہی حکم مسیح موعود علیہ السلام کا ہے - نیز صحیح بخاری شریف میں حدیث ہے (اذا انزل اللہ بقوم عذاباً اصاب العذاب من کان فیھم) حدیث ہے - کہ جو وقت کسی قوم میں عذاب اُترے تو غیبی کیا بلکہ صالح بھی شامل ہو کر گرفتار عقوبت ہو جاتے ہیں - اسواسطے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے طلبگار و استغفار کے خواستگار صبح و مسا کے اذکار کرنے والے لوگ اُس معذب گاؤں سے علیحدہ ہو جاویں - عمداً خواہ مخواہ عذاب الٰہی کو نہ خریدیں اور اُسپر سنت اللہ و قرآن فرقان شاہد ناطق ہے - اہل مکہ کے حق میں جناب باری تعالیٰ رسول صلعم کو فرماتا ہے (ما کان اللہ لیعذبھم و انت فیھم) جبتک تو اس گاؤں میں اِن لوگوں سے علیحدہ نہ ہو جاوے - اللہ تعالیٰ اُن کو عذاب نہیں کرتا - اس سے بھی یہی سبق حاصل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جناب محمد مصطفےٰ اصفی الاصفیا اتقی الاتقیا صلی اللہ علیہ وسلم کو حفاظت عصمت کا وعدہ تو دیا ہوا تھا - اور مکہ شریف میں بھی جناب کو محفوظ رکھ سکتا تھا منکرین کو فنا و تباہ کر سکتا تھا - مگر اُس نے علیحدگی کا حکم ارشاد فرمایا - اسی موافق موسیٰ علیہ السلام کو بھی بوقت غلبہ کفار نابکار رات کو ہی مع قوم نکلنے کا حکم دیا - (اوحینا الیٰ موسیٰ ان اسر بعبادی انکم متبعون) اور ابراہیم اور داؤد علیہ السلام بھی بوقت رات ہی غلبہ کفار کے نکلے تھے - اسی طرح یونس علیہ السلام کے قصہ پر غور کرو - کہ وہ بھی اپنے اہل قریہ مخالفین کو وعدہ عذاب دیکر علیحدہ ہو گئے (و ذا النون اذ ذھب مغاضباً فظن ان لن نقدر) کیا اللہ تعالیٰ اُن کو وہاں اُس بستی میں رکھکر نہیں بچا سکتا تھا - اس میں بھی یہی راز اور حکمت بھری ہوئی ہے - کہ خالص مومن بندے خود بخود علیحدہ ہو جاویں اور استغفار بالاسحار میں مشغول ہوں - اور ظاہری اسباب کے ساتھ بھی تعلق رکھیں اسی طرح نوح علیہ السلام کو بوقت نزول عذاب علی الکافرین مع اپنے جمیع مومنین و عیال اقربین کے بغیر فرزند کنعان اُن لوگوں سے علیحدگی کا ارشاد فرما کر سامان و اسباب نجات بنانے کا حکم نافذ کیا - (واصنع الفلک) . . . . کیا اللہ تعالیٰ سوائے اسباب کشتی کے محفوظ و مصئون نہیں کر سکتا تھا اسی طرح لوط علیہ السلام کافرین کی تباہی و فنا ہی کے وقت خدا سے آگاہی پاکر فوراً رات کی سیاہی میں مع جمیع مومنین بحر اہلیہ شہر سے نکل راہی ہوئے (فاسر باھلک بقطع من الیل ولا یلتفت) اللہ تعالیٰ نے اُن کو بچا لیا - وہاں منکرین کیسا تھ عذاب میں شریک و شامل ہوئے - بھاگنے و نکلنے کا الزام سب نبیوں پر عاید ہو سکتا ہے کیا وہ توکل چھوڑ گئے تھے - یا خود خدا کا پیغام لا کر بلکہ رکھو - کہ جب سے دنیا کا سلسلہ شروع ہوا ہے - تب سے اُس منتظم و منتقم حقیقی نے مخلوق کے

ساتھ اسباب ظاہری و باطنی جسمانی و روحانی دونوں کا سلسلہ یکساں ہی سلک رکھا ہے تا کہ انسان اُنکی فیض و فوائد سے فائز ہو کر محروم نہ رہے - اور سعادت دارین حاصل کرے - ہاں بقدر ضرورت ہی کہ اسباب

احمدیوں پر ظلم

ستایا ہے ناحق ہمیں تو نے ظالم
یہ انصاف اللہ کے روبرو ہے

آدم اور ابلیس کی لڑائی ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور شیطان اور اسکی ذریت آدم اور اس کے متبعین کو ہمیشہ دکھ دیتے آئے ہیں جب جب کوئی راستباز اور خدا کا مامور مصلح دنیا میں آیا۔ اسکی مخالفت کی گئی اور اس کے ساتھ والوں کو جو غربا اور ضعفا کی جماعت ہوتی ہے سخت سے سخت اور کمینہ سے کمینہ طریق ایذا رسانی کا اختیار کیا گیا قرآن مجید میں انبیاء علیہم السلام کے حالات کا تذکرہ اسپر کافی روشنی ڈالتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اور ان کے ساتھ والوں کو کہا گیا کہ ہم تمہیں اپنے شہروں اور بستیوں سے نکالدیں گے۔ اور یہ بھی کہا کہ ہم جو معزز اور محترم لوگ ہیں ان ذلیل اور چھوٹے آدمیوں کو نکال دیں گے۔

یہ سنت اللہ ہے جو ہر صادق کے وقت میں عیاں نظر آتی ہے اس وقت بھی جب خدا کا مسیح اور مرسل ظاہر ہوا۔ تو ان پہلوں کی یادگار نے اپنے آباء و اجداد کے نقش قدم پر چلکر جری اللہ اور اسکی جماعت کو ہر قسم کے دکھ اور تکالیف پہونچائیں کیا ان تکلیفوں اور مشکلات اور مصائب نے خدا کے مرسل کی راہ میں کوئی روک پیدا کی؟ یا کیا ان تکلیفوں اور دکھوں نے اسکی مخلص جماعت کو پراگندہ کیا؟ کبھی نہیں۔ خدا کا مرسل پہلے سے زیادہ وثوق زیادہ استقلال اور ثبات قدم اور پورے جوش کے ساتھ آگے بڑھا اور یہ تمام تکلیفوں اور دکھوں کے چٹان جو اسکی راہ میں پھینکے گئے تھے ہباءً منثورا ہو گئے اور پر کاہ کی طرح اڑ گئے۔ اور اس کی جماعت باوجود ان تکالیف اور مشکلات کے بڑھی اور بڑھ رہی ہے۔ اس نتیجہ سے اگر ناعاقبت اندیش مخالف سبق لیتے تو وہ اپنی انتھک کوششوں میں کامل ناکامی دیکھکر آئندہ کے لئے توبہ کرتے۔ مگر ایسا نہیں ہوا۔ اگر ایک تلخ دشمن اپنی نامرادیوں کو دیکھکر زاویہ گمنامی میں پڑتا ہے یا اس دنیا سے اٹھایا جاتا ہے تو ایک اور پیدا ہو جاتا ہے جو خدا کے مسیح اور اسکی جماعت کو دکھ دینے کا عزم کرکے اٹھتا ہے اور وہ پہلوں کے انجام کو مدنظر نہیں رکھتا۔

اس تمہیدی نوٹ کے بعد میں اس تازہ واردات ظلم کی داستان سنانا چاہتا ہوں جو کھاچوں تھانہ بنگہ ضلع جالندھر کی کمزور اور غریب احمدی جماعت پر وہاں کے شدید اور غلیظ مغضوب مخالفوں نے روا رکھا۔ کھاچوں میں صرف چند احمدی ہیں اور وہ بھی غریب۔ وہ ایک مسجد میں ہمیشہ نماز پڑھا کرتے تھے مگر شیطان اور اسکی ذریت کب گوارا کر سکتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جبروت کا اظہار ہو۔ اس لئے انکی مخالفت کے لئے چند شورہ پشت اٹھے اور عصر کی نماز کے وقت انکو پکڑ کر اور مار کر بعض کو سخت چوٹیں آئیں۔ احمدی جماعت کے ان ضعیف اور مظلوم افراد نے یہ بڑے حوصلہ اور صبر سے برداشت کیا + اور اپنی جان اور مال اور آبرو کو خطرہ میں ڈالا مگر یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے ایمان کو متزلزل کریں۔ یہ نمونہ جو کھاچوں کی احمدی جماعت نے دکھایا ہے ہر طرح قابلقدر اور واجب التقلید ہے۔ کھاچوں کے احمدی ان شریروں اور شورہ پشتوں کو عدالت سے سزا دلا سکتے تھے مگر انہوں نے عدالت ربانی ہی کے فیصلہ کا انتظار کرنا مناسب سمجھا۔ خدا ظالموں کو بے سزا نہیں چھوڑ سکتا۔ اس لئے یہ یقینی امر ہے کہ ظالم اپنے کئے کی سزا پائینگے تاہم میں تھانہ بنگہ کے نیکدل اور شریف الطبع سب انسپکٹر باوا ہنگا سنگھ صاحب کی توجہ دلاتا ہوں کہ وہ کھاچوں کے ان شورہ پشت لوگوں کو مناسب تنبیہ کریں اور غریب احمدی جماعت کی حفاظت جان و مال کے لئے مناسب نوٹس لیں۔ ورنہ یہ لوگ دلیر ہوکر ان بیچاروں کو سخت سے سخت دکھ اور تکلیف دیں گے۔ میرا خیال ہے کہ سب انسپکٹر صاحب کی توجہ فرمائی سے آئندہ مظلوم احمدیوں کو امن ملسکتا ہے اور چونکہ احمدی جماعت جیسا کہ اس کے امام اور پیشوا کی تعلیم ہے ہمیشہ ہر قسم کے فتنہ اور فساد کے محل سے بچتی ہے اور یہ تازہ نمونہ کھاچوں کی جماعت کا موجود ہے کہ باوجود مار کھانے کے خاموش ہو رہے اسلئے اندیشہ ہے کہ مخالف بیباک اور بھی کھیل کھیلیں۔ کھاچوں کی احمدی جماعت کا صبر اور استقلال اللہ تعالیٰ اور اسکے صادق مرسل کے حضور خوشنودی کا موجب ہے اور یہی صبر ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل اور کرم کو جذب کریگا اور یہی وہ کلید ہے جو ان کے لئے ہر قسم کے امن اور سلامتی کے دروازے کھولدیگی۔ خدا کرے کہ ہمیں بھی توفیق دیجاوے۔

ایک خطرناک بدعت کا اعلان

(اسلامی اخبارات کی توجہ طلب)

بعض اسلامی اخبارات میں میں نے ایک ترجمۃ القرآن اردو کا اعلان پڑھا ہے جسکو فیض بخش پریس فیروزپور شہر نے چھاپا ہے + مجھے سخت حیرت اور تعجب ہے کہ وہ لوگ جو مسلمانوں کی ہمدردی وحمایت اور قومی ریفارم کی صدائیں بلند کرتے ہیں جنکی صریر قلم سے قومی قومی کی آواز نکلتی ہے اکثر دفعہ وہ اپنے ذاتی اور شخصی مفاد کے مقابلہ پر مسلمانوں کو ہی نہیں اسلام کو سخت نقصان پہونچانے میں بھی تامل اور مضائقہ نہیں کرتے۔ پچھلے دنوں لاہور کے اخبار وطن کی کفر فروشی کا کچا چٹھا شائع کیا گیا تھا۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ امرتسر کا اخبار وکیل اور بعض دوسرے اسلامی اخبارات بھی ترجمۃ القرآن اردو کا اعلان چند پیسے لیکر شایع کر رہے ہیں اور مسلمانوں میں وہ بدعت پھیلانا چاہتے ہیں جسکی گذشتہ تیرہ صدیوں میں نظیر نہیں پائیجاتی مجھے شبہ ہوتا ہے کہ اس تجویز ترجمۃ القرآن اردو کی مجوزین میں کسی عیسائی کا مشورہ اور ہاتھ نہ ہو ورنہ ایک مومن مسلمان کبھی اس بیہودہ اور مضر تجویز کو پسند نہیں کر سکتا جیسا یورپ جو مصیبت اپنی اصل کتاب کے کھو بیٹھنے کی آئی اسکی وجہ یہی ہے کہ انہوں نے متن اصلی چھوڑ کر ترجمہ پر کفایت کی اور کلام الہی کو ہاتھ سے دے بیٹھے اب مسلمانوں میں بغیر متن ترجمہ کا رواج اسی بدعت کی اشاعت ہے کیا یہ لوگ قرآن مجید کے متبرک اور مقدس الفاظ کو مٹا دینے کی سعی نہیں کرتے ہیں اگرچہ یہ سچ ہے کہ خدا کا کلام مٹ نہیں سکتا خدا خود اسکا محافظ ہے مگر یہ تدبر اور سعی اس قسم کی ہے جس سے ڈرنا چاہئیے اور ایسی تجویز سے سخت بیزاری کا اعلان کرنا چاہئیے مسلمان اخبارات کو اس طرف توجہ فرض ہونا چاہئیے تھا کہ اس شنیع فعل سے مسلمانوں کو آگاہ کرتی اور زور ڈالکر ایسے ترجمہ کو رکوا دیتی مگر وہ الٹا اپنے فائدہ کیلئے دین فروشی کرتے ہیں یہی بات ہمیشہ ہوتی گئی ہے اسلامی اخبار وکیل کی کمیٹی کے ایک ممبر (؟) تعجب نہیں جیسے کہ ایک دین گئے ہیں انکی کتابوں کو دیکر اظہار حق سے نہیں رکونگا۔ بہتر ہے کہ اخبار وکیل اس ترجمہ کے اعلان کو بند کرکے اس کے مضرتوں سے مسلمانوں کو آگاہ کرے ورنہ میں مسلمانوں کو مطلع کرونگا اور اس کیلئے

Spare Copy

آپ خود انصاف کریں

کہ کون سی بات بہتر ہے؟ تجربہ کرنا یا کلکتہ کے ایک مشہور طبیب کے تجربہ سے فایدہ حاصل کرنا تجربہ نئی بات کو معلوم کرنے کو کہتے ہیں جو چیز جیسی ظاہر کیجاے ویسی ہی ثابت بھی ہونی چاہئے اور آپ کے ذاتی تجربہ میں اگر وہ مفید یا ایسی ثابت ہو جیسی کہ ظاہر کیجاتی ہے تو ضرور شکرگزار ہونگے ایک اجنبی شخص کا تعریف کرنا تسلی بخش ثبوت نہیں ہوتا اس لئے اپنے ملک اور وطن کے لوگوں کی پسندیدگی ہی ڈوڈن کی درد پشت اور گردے کی گولیوں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلیس) کی ہر ایک بوتل کے لئے بڑی سفارش ہے یہ بیان پڑھئے ڈاکٹر اے۔ کی۔ رائے۔ ایل۔ ایم۔ ایس طبیبوں اور جراحوں کے مدرسہ کے علم نباتات اور امراض چشم کے معلم (اپتھالمک اینڈ میڈیکل ہال ۱۰۵ بو بازار اسٹریٹ کے طبیب) کہتے ہیں یہ ڈوڈس کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلیس) درد پشت میں اور خاصکر مستورات کی بیماریوں میں جہانکہ درد پشت بھی موجود تھا استعمال کرائی ہیں اور ان کو میں نے بہت مفید پایا ہے مستورات کی بہت سی بیماریاں گردوں اور مثانہ کے اعضاء کے خراب ہو جانے سے ہوتی ہیں۔ اور ایسی حالت میں یہ گولیاں بہت جلد شفا دیتی ہیں۔ ڈوڈن کی درد پشت اور گردہ کی گولیاں (ڈوڈس بیک ایک کڈنی پلیس) گردوں کے لئے مجرب دوا ہیں اور گردوں کو زہریلے مادوں کے نکالنے میں مدد کرتی ہیں جن کی وجہ سے مردوں اور عورتوں کو خرابی پٹھوں کے امراض درد پشت، درد جوڑ مفاصل۔ اور مثانہ کی شکایت ہوتی ہیں۔ خون صاف کرنے میں بھی مدد دیتی ہیں۔ تمام دوا فروشوں کی دوکانوں پر یا براہ راست فوسٹر مکلیلن کی ادویہ پوسٹ آفس باکس نمبر ۲۰۰ بمبئی کے پتہ سے ملتی ہیں قیمت فی شیشی دو روپیہ یا چھ شیشیوں کے ۱۱؎ اگر آپ اپنی فرمایش کے ساتھ اس اشتہار کو مع نام اخبار جس میں یہ چھپا تھا بھیجینگے تو آپ کی فرمایش کی تعمیل بغیر وی پی ایل خرچ لینے کے کی جائے گی۔

آجکل دنیا پر تباہی کیوں ہے

ظاہر ہے کہ جیسی تباہی آجکل دنیا پر آرہی ہے اس کی نظیر زمان مرسلین یا نبیین علیہم الصلوٰۃ والسلام میں بھی نہ ملیگی۔ کہیں زلازل ہیں تو کہیں تلیج و ادار طوفان۔ وہ طاعون جو یہودیوں پر نازل ہوئی تھی اس زمانہ میں بھی نازل ہوگئی جس نے ہندوستان و پنجاب میں قیامت برپا کر رکھی ہے۔ پس جو صاحب اسکا باعث معلوم کرنا چاہیں وہ قرآن مجید کی آیت وما انا معذبین حتی نبعث رسولا میں غور و خوض کریں۔ انسان آفات سے بچنے کے لئے توبہ و استغفار کو اپنا حرز بنائیں اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مجدد صدی چہار دہم کا ملہم اسم اعظم یعنی رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بکثرت پڑھا کریں اور بلحاظ اسباب ظاہری تریاق طاعون معہ روغن نوری کے چند قطرات روزانہ کھاتے رہیں جس سے طاعونی جراثیم بدن کے اندر داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جاتے ہیں بفضلہ تعالیٰ ہمنے اسکی یہ عجیب و غریب تاثیر تجربہ کی ہے کہ طاعونی ایام میں بفور چڑھنے بخار کے اگر اسکے چند قطرات کانوں میں ٹپکائے جائیں اور گھی میں ملا کر بدن پر مالش کیجائے تو فوراً اسمیں بدرجہ بخار کافور اور پسینہ سام و گلٹی کا خطرہ کم ہو جاتا ہے اور طبیعت میں صحت و سیمی حاصل ہوگا۔ جن بچوں کو دوا کھانی شاق گذرتی ہے اگر انکے بدن پر گھی میں ملا کر مالش کریں تو بہت جلد طاعونی بخار بلکہ ہر قسم کے بخار سے آرام ہوتا ہے یہ ہمارا مجرب ہے علاوہ ازیں اور بھی بہت امراض کیلئے اکسیر ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ فی درجن ۱۰؎ روپیہ تیل نافع مکھی و مچھر۔ ڈاکٹروں کی تحقیقات سے یہ امر ثابت ہو چکا ہے کہ طاعون زدہ چوہوں اور مردوں پر سے مکھی یا مچھر بیٹھ کر جب تندرست انسان کو کاٹے وہ مبتلائے طاعون ہو جاتا ہے ہمنے یہ تیل اس غرض سے تیار کیا ہے کہ بدن کے کھلے حصوں پر جہاں مکھی و مچھر کاٹنے کا احتمال ہو اسکو ملنے سے کاٹنا تو کجا پاس بھی نہ پھٹکینگے ہر شخص کے پاس ہونا ضروری ہے قیمت فی شیشی ایک روپیہ یہ دونوں روغن حکیم نور محمد پروپرائیٹر نوری شفاخانہ موکل ضلع لاہور سے بذریعہ وی پی طلب کرو

(نوٹ) جو خریدار یہ اشتہار اجرت درج کرنا چاہے وہ ایک پرچہ نمونۃً نوری شفاخانہ موکل میں بھیج دے۔

سچائی کا جھنڈا

اشتہاروں کی گرم بازاری معجونوں کی تیز و طراری مریضوں کی آہ و زاری آجکل عجیب سماں دکھا رہی ہے لیکن ہمارا کام باتوں سے نہیں ہے ہم ہر دوا کا نمونہ مفت دیتے ہیں اول آزماؤ پھر منگاؤ بھلا اس میں کچھ بھی دھوکا ہے۔ قوائے متناسلہ کے متعلق ان دنوں مختلف قسم کی بدکاریوں کی وجہ سے عام طور پر ضعف کی شکایت کی ہے ہم نے امراض مخصوصہ کے علاج کیلئے ایک لاجواب معجون طیار کی ہے جسکے چند یوم استعمال سے امراض متعلقہ قوائے متناسلہ انشاء اللہ تعالیٰ فوراً رفع ہونگی اور ہر قسم کی باہ کی شکایت کے لئے مفید ہے ہمارا کام یہ نہیں کہ ہم لکھ دیں کہ جواہرات سے طیار ہوا ہے اول نمونہ مفت منگاؤ پھر پسند ہو تو طلب فرماؤ قیمت فی بکس ایک روپیہ طلائے طلسمی یہ پیرانہ سالی کے اثر اور جوانی کی بیجا اعتدالیاں اور غلط کاریوں سے جو مرض لاحق ہو جاتے ہیں اور مریض کو بعض اوقات خودکشی تک پہنچا دیتے ہیں وہ ہمارے اس طلائے طلسمی سے فائدہ اٹھائیں اور معجون طلسمی کھائیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ اس کو مفید پائیں گے منگوانے سے پہلے نمونہ منگوا کر آزماؤ قیمت چھ ماشہ دو روپیہ۔

سرمہ سلیمانی ۔ آنکھوں کی کل بیماریوں کو دفع کرنے والا اور بصارت بڑھانے والا قیمت ایک تولہ ۸؎

سنون وندان ۔ دانتوں کی کل بیماریوں کو دفع کرکے دانت مثل گوہر آبدار بنانا اسی سنون کا کام ہے فی بکس ۴؎

المشتہر

حکیم محمد حسین خلف حکیم سرفراز حسین مالک کارخانہ احمدیہ بلبھ گڑھ ضلع دہلی

ایک لاکھ پڑیہ تقسیم ہو چکی

اگر ہمارے سرمہ کی ہر شیشی کی مہر پہ آفتاب کا
ٹریڈ مارک نہ ہو تو جعلی سمجھنا چاہیے

(ہر درخواست کیفیت اخبار کا حوالہ ضرور دیں)

(اشتہار سرمہ نوری)

نہیں لگانا اور سرکاؤ اور آنکھیں صاف ہو گئیں کسی قسم کی سیاہی وغیرہ کا اثر آنکھوں میں نہیں رہتا یہ وہ سرمہ ہے جسنے نزول آب تک میں فایدہ دکھلایا ہے اور باقی امراض جالا۔ پھولا۔ دھند۔ غبار۔ شب کور۔ پانی۔ پڑبال۔ خارش۔ موتیابند۔ ابتدائی سرخی ناخنہ وغیرہ چند ہی دنوں کے استعمال سے جاتا رہتا ہے سینکڑوں سارٹیفکٹ معززوں و ڈاکٹروں و حکیموں و رئیسوں و عمدہ داروں کے موجود ہیں۔ ایک تولہ سرمہ سال بھر سے زیادہ کو کافی ہے۔ ایجنٹوں کی ضرورت ہر ملک میں ہے قواعد ایجنسی درخواست آنے سے روانہ ہوں گے دریافت طلب امور کے لئے جوابی کارڈ آنا چاہیے۔

سرمہ نور خاکی فی تولہ عہ؎ ۔ سرمہ سیاہ بصری فی تولہ ۸؎

سوتی لنگی شروع پختہ رنگ **کم خرچ بالا نشین** خوش وضع ایسا کہ ریشمی معلوم ہوتا ہے مستورات کے واسطے عمدہ تحفہ جاڑوں میں ..... تو شک لحاف کے واسطے ..... پایدار و خوبصورت کپڑا ہے فی تھان طول ۱۴ درعہ ۱۰ گرہ عرض قیمت صرف عہ؎ فرمایشات وی پی منگانے میں جانبین کا اطمینان محصول باردانہ خریدار جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ ہونی چاہیے۔ المشتہر

محمد اعجاز علی مالک کارخانہ سرمہ نور کاکوری ضلع لکھنؤ

ضروری ہے + ان کے بالمقابل حسب ذیل وجوہات ہیں

(۱) کل آمد کی چھپوائی پر ایک کثیر رقم صرف ہوگی جو اور کسی دینی ضرورت کے لئے خرچ ہو سکتی ہے چنانچہ گزشتہ آمد کے چھپوانیکا جب اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ہم پیشتر روپیہ ماہوار یعنی تو ستو روپیہ سالانہ خرچ ہوگا۔ اور جوں جوں آمد بڑھیگی یہ چھپوائی کا خرچ بھی بڑھتا چلا جاویگا۔ یہ خرچ صرف اس صورت میں ہے کہ آمد بطور ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز شایع کرائی جاوے۔

(۲) اپنی رقم کے دیکھنے کے لئے ہر ایک شخص کو قریباً سولہ صفحے باریک لکھے ہوئے پڑھنے پڑا کریں گے جو محض تضیع اوقات ہے۔

(۳) ریویو آف ریلیجنز کا ضمیمہ کرنے سے چھپی ہوئی فہرست اہل فرستندگان رقوم کو نہ پہنچیگی بلکہ صرف ان لوگوں کو جو رسالہ خریدتے ہیں۔

(۴) باضابطہ رسیدیں بھیجنے کا خرچ آٹھ دس روپیہ ماہوار سے زائد نہیں اور اس کو فرستندہ کو جلدی اطمینان بھی ہو جاتا ہے مطبوعہ رسیدوں کے لئے بعض اوقات کئی ڈیڑھ ماہ کے قریب انتظار کرنا پڑا کریگا۔ اور اتنی دیر بعد تحقیقات میں بھی مشکلات پیدا ہونگی نیز اگر رسیدیں چھپوائی بھی جاویں تو بھی باضابطہ رسید فرستندہ کو دینے کے سوائے کام نہیں چل سکتا۔ (۵) اگر بطور ضمیمہ رسیدیں نہ چھپوائی جاویں بلکہ اگلے سال کی صورت میں چھاپ کر بھی جاویں تو خرچ اور بھی بڑھ جائے گا۔

(۶) اکثر چندہ دینے والے اس قسم کی تحریروں کے محتاج نہیں کہ ان کے نام چھپوائے جاویں بلکہ چندہ کی زیادتی اور قسم کی تحریکات سے ہوتی ہے۔

(۷) بدظنی کے دور کرنے کے لئے سب سے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ قوم کی باضابطہ رسیدیں دی جاویں اور جس فرستندہ رقم کو رسید نہ پہنچے وہ اپنی رقم کے متعلق تحقیقات کرے اور کسی تنازعہ کی صورت میں بھی رسید کافی شہادت ہوگی۔

(۸) مخالفوں اور منافقوں کی بدظنیاں باوجود طبع آمد کے دور نہیں ہو سکتیں معمولی بدظنیوں کے دور کرنے کیلئے ایک مکمل نقشہ مدکی آمد اور خرچ ماہوار کا طبع ہونا کافی ہے جس پر صاحب امین اور ناظر اور صاحب صدر انجمن احمدیہ کے دستخط تصدیقی ہوں۔

(۹) پبلک یا رجسٹرڈ انجمنوں کے لئے اپنی آمد شایع کرانا ضروری نہیں ہے۔ زیادتی خرچ کے خلاف یہ دلیل دی گئی ہے کہ جسقدر خرچ ہوگا اس کے بالمقابل رسیدوں کے شایع ہونے سے آمد بڑھ جائے گی۔ دوسری طرف سے یہ دلیل اس کے خلاف دی گئی ہے کہ محض طبع آمد سے آمد میں ترقی ہو جانا ایک موہوم امید ہے اور خرچ کثیر مستقل ماہوار پڑتا رہیگا۔

جملہ احمدی انجمنیں اس معاملہ پر غور کر کے جلد تر اپنی رایوں سے مطلع فرما دیں۔ والسلام

خاکسار محمد علی سکرٹری مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۲۶ راگست ۱۹۱۱ء

خدا کی تازہ وحی

یکم اگست ۱۱ء - ۱- رَبِّ اجْعَلْنِیْ غَالِبًا عَلٰی غَیْرِیْ
ترجمہ۔ اے میرے رب مجھے میرے غیر پر غالب کر

۲- میری فتح۔

۳- اِنِّیْ مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً
ترجمہ۔ میں اپنی فوجوں سمیت تیرے پاس اچانک آؤں گا۔

۸ راگست ۱۱ء - ۱- سلامٌ۔

۲- انی مبشرٌ۔

تعدد ازدواج کے مسئلہ پر ایک جاہلانہ حملہ

پایونیر مورخہ ۲۵ر جولائی نے اپنے انڈین نیوز اینڈ نوٹس کے کالم میں سوتیا ڈاہ کے ایک ناگوار واقعہ کا ذکر کر کے تعدد ازدواج سے متعلق شریعت حقہ اسلامیہ پر ایک ناحق وار حملہ کیا ہے۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ضلع ٹھورا میں بابر علی نام ایک مسلمان کے دو بیویاں تھیں جنمیں سے چھوٹی اور بعد کی بیاہی ہوئی بیوی کو وہ زیادہ چاہتا تھا۔ اس کے اس غیر عادلانہ سلوک سے بڑی سوکن اندر ہی اندر جلتی۔ اور چھوٹی کے ساتھ عداوت رکھتی تھی۔ آخر ایک دن جبکہ شوہر باہر گیا ہوا تھا اور وہ اپنے کمرہ میں پڑی سوتی تھی یہ ایک چھرا یا تیر لے کر اسکی چھاتی پر جا چڑھی اور اس کا کام تمام کرنا چاہتی تھی کہ وہ جاگ اٹھی اور واویلا کرنے لگی۔ ہمسایے سنکر دوڑے آئے۔ تو یہ بچکر نکلنا چاہتی تھی۔ لیکن گرفتار ہو کر پولیس کے حوالے کی گئی۔ ہمعصر پایونیر کے عنوان واقعہ سے ظاہر ہے کہ وہ اس کو تعدد ازدواج کی خرابیوں میں شمار کرتا ہے حالانکہ یہ صریح غلطی ہے۔ کیونکہ اسلام ایسے تعدد ازدواج کو سرے سے جائز ہی نہیں رکھتا جسمیں سب بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک نہ برتا جائے۔ قرآن کریم میں جو مسلمانوں کا سب سے مقدم دستور العمل اور ہدایت نامہ ہے۔ صاف صاف ارشاد موجود ہے کہ اگر تم عدل نہ کر سکو تو پھر ایک ہی بیوی رکھو۔ اب اگر کوئی اسکی خلاف ورزی کر کے خطا پائے اور فضیحت اٹھائے۔ تو اس میں احکام اسلام کا کیا قصور ہے؟ ایک شخص شراب پی کر بدمست ہو جاتا۔ اور حد اعتدال سے گزر کر سنتری کے ڈنڈے کھاتا ہوا کوتوالی تک بصد خرابی اور رسوائی پہنچتا ہے تو اسمیں اسکی اپنی خطا ہے۔ نہ کہ گورنمنٹ کے اوس قانون کی۔ جس نے شراب کی خرید و فروخت کو صرف جائز رکھا ہے۔ کیونکہ بعض صورتوں میں اس کے دواءً استعمال کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ یا اس لئے کہ گورنمنٹ اور اس کے قانون کا اپنا کوئی مذہب نہیں رعایا کو اگر اپنے مذاہب کا پاس ہے تو وہ خود اس ام الخبائث سے اجتناب کریں گے۔ اور جن کے مشرب میں اس کا پینا روا ہے وہ حد اعتدال کا خیال نہ رکھیں گے۔ تو آپ اس کا خمیازہ بھگتیں گے۔ سرکار نے مے نوشی کو حکماً ضروری ولازمی قرار نہیں دیا۔ اور نہ قانون میں کہیں اس کے حد اعتدال سے بڑھے ہوئے استعمال اور بحالت بدمستی حرکات کم ظرفی کی تاکید آئی ہے۔ اس قانونی آزادی سے ناجائز فائدہ وہی اٹھاتے ہیں جو طبعاً خباثت کے دلدادہ ہیں پھر قانون کو بدنام کرنا ہم نہیں سمجھتے کہ کیونکر حق بجانب ہو سکتا ہے؟

دل آزار درسی کتاب بدل دیگئی

جس ناگوار اور دل آزار کتاب کے متعلق الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا اس کے متعلق ناظرین الحکم بڑی مسرت سے پڑھیں گے کہ آخر بمبئی گورنمنٹ نے مسلمانوں کی شکایت پر فوری توجہ کر کے نصاب تعلیم میں سے وہ گجراتی کتاب کہ جسمیں پیغمبر آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے کلمات اور جھوٹی باتیں لکھی ہوئی تھیں نکلوا دی۔ اب یہ کتاب نئے سرے سے نو ما تنقیح کیجائیگی اور اسمیں سے جھوٹ اور دل آزار باتیں نکال دیجائینگی۔ جن طلبا نے یہ قدیم کتاب لے رکھی ہے انکو قدیم کتاب کے عوض نئی کتاب بغیر زائد دام دیئے ملجائیگی۔ گورنمنٹ بمبئی کی یہ کارروائی قابل مشکوری ہے ہندوستان میں تواریخ کی بعض کتابیں بھی ایسی ہی ہیں انکو پڑھنے سے ہندو و مسلمانوں کے دلمیں آپسمیں نفرت بڑھتی ہے اور یہ بات ملک کی بہتری کے لئے مفید نہیں ہے۔ تواریخ کی کتاب میں سے ایسی باتوں کا نکال ڈالنا ہی نہایت مناسب ہے اب وقت ہے کہ گورنمنٹ

ضروری ہے + ان کے بالمقابل حسب ذیل وجوہات ہیں

(۱) کل آمد کی چھپوائی پر ایک کثیر رقم صرف ہوگی جو اور کسی دینی ضرورت کے لئے خرچ ہوسکتی ہے چنانچہ گذشتہ آمد کے چھپوانے کا جب اندازہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ اس پر کچھ بیشتر روپے ماہوار یعنی نوسو روپیہ سالانہ خرچ ہوگا۔ اور جوں جوں آمد بڑھیگی یہ چھپوائی کا خرچ بھی بڑھتا چلا جاویگا۔ یہ خرچ صرف اس صورت میں ہے کہ آمد بطور ضمیمہ ریویو آف ریلیجنز شایع کرائی جاوے۔

(۲) اپنی رقم کے دیکھنے کے لئے ہر ایک شخص کو قریباً سو صفحے باریک لکھے ہوئے پڑھنے پڑا کریں گے جو محض تضیع اوقات ہے۔

(۳) ریویو آف ریلیجنز کا ضمیمہ کرنے سے چھپی ہوئی فہرست اصل فرستندگان رقوم کو نہ پہنچیگی بلکہ صرف ان لوگوں کو جو رسالہ خریدتے ہیں۔

(۴) باضابطہ رسیدیں بھیجنے کا خرچ قریباً دس روپیہ ماہوار سے زائد نہیں اور اس سے فرستندہ کو جلدی اطمینان بھی ہو جاتا ہے بطور ضمیمہ رسیدوں کے لئے بعض اوقات ڈیڑھ ماہ کے قریب انتظار کرنا پڑا کریگا۔ اور باقی دیگر تحقیقات میں بھی مشکلات پیدا ہونگی پس اگر رسیدیں چھپوائی بھی جاویں تو بھی باضابطہ رسید فرستندہ کو دینے کے سوا کام نہیں چل سکتا۔ (۵) اگر بطور ضمیمہ رسیدیں نہ چھپوائی جاویں بلکہ الگ رسالہ کی صورت میں چھاپ کر بھیجی جاویں تو خرچ اور بھی بڑھ جائے گا۔

(۶) اکثر چندہ دینے والے اس قسم کی تحریص کے محتاج نہیں کہ ان کے نام چھپوائے جاویں بلکہ چندہ کی زیادتی اور قسم کی تحریکات سے ہوتی ہے۔

(۷) بدظنی کے دور کرنے کے لئے سب سے عمدہ ذریعہ یہ ہے کہ قوم کی باضابطہ رسیدیں دی جاویں اور جس فرستندہ رقم کو رسید نہ پہونچے وہ اپنی رقم کے متعلق تحقیقات کرے اور کسی تنازعہ کی صورت میں بھی رسید کافی شہادت ہوگی۔

(۸) مخالفوں اور منافقوں کی بدظنیاں باوجود طبع آمد کے دور نہیں ہو سکتیں معمولی بدظنیوں کے دور کرنے کیلئے ایک مجمل نقشہ ہر مد کی آمد اور خرچ ماہوار کا طبع ہونا کافی ہے۔ جس پر صاحب امین اور ناظر اور محاسب صدر انجمن احمدیہ کے دستخط تصدیقی ہوں۔

(۹) پبلک یا رجسٹرڈ انجمنوں کے لئے اپنی آمد شایع کرانا ضروری نہیں ہے۔

زیادتی خرچ کے خلاف یہ دلیل دی گئی ہے کہ جسقدر خرچ ہوگا اس کے بالمقابل رسیدوں کے شایع ہونے سے آمد بڑھ جاوے گی۔ دوسری طرف سے یہ دلیل اس کے خلاف دیگئی ہے کہ محض طبع آمد سے آمد میں ترقی ہو جانا ایک موہوم امید ہے اور خرچ کثیر مستقل ماہوار پڑتا رہیگا۔

جملہ احمدی انجمنیں اس معاملہ پر غور کر کے جلد تر اپنی راؤں سے مطلع فرماویں۔ والسلام

خاکسار محمد علی سکرٹری مجلس ناظم صدر انجمن احمدیہ قادیان۔ ۶ راگست ۱۹۰۷ء

خدا کی تازہ وحی

یکم اگست ۱۹۰۷ء - ۱- ربِّ اجعلنی غالبًا علیٰ غیری

ترجمہ - اے میرے رب مجھے میرے غیر پر غالب کر

۲- میری فتح -

۳- انّی مع الافواج اٰتیک بغتةً

ترجمہ - میں اپنی فوجوں سمیت تیرے پاس اچانک آؤں گا -

اگست ۱۹۰۷ء - ۱- سلامٌ -

۲- انّی مبشّر -

تعدد ازدواج کے مسئلہ پر ایک جاہلانہ حملہ

پایونیر مورخہ ۲۵ جولائی نے اپنے انڈین نیوز اینڈ نوٹس کے کالم میں سونیا ڈاہ کے ایک ناگوار واقعہ کا ذکر کر کے تعدد ازدواج سے متعلق شریعت حقہ اسلامیہ پر ایک ناحق ناروا حملہ کیا ہے۔ اس واقعہ کا خلاصہ یہ ہے کہ ضلع ہٹورا میں بابر علی نام ایک مسلمان کی دو بیویاں تھیں جن میں سے چھوٹی اور بعد کی بیاہی ہوئی بیوی کو وہ زیادہ چاہتا تھا۔ اس کے اس غیر عادلانہ سلوک سے بڑی سوکن اندر ہی اندر جلتی۔ اور چھوٹی کے ساتھ عداوت رکھتی تھی۔ آخر ایک دن جبکہ شوہر باہر گیا ہوا تھا اور وہ اپنے کمرہ میں پڑی سوتی تھی یہ ایک چھرا یا تیر لے کر اسکی چھاتی پر جا چڑھی اور اس کا کام تمام کرنا چاہتی تھی کہ وہ جاگ اٹھی اور واویلا کرنے لگی۔ ہمسایہ سنکر دوڑے آئے۔ تو ... نکلنا چاہتی تھی لیکن گرفتار ہو کر پولیس کے حوالے کی گئی۔ ہمعصر پایونیر کے عنوان واقع سے ظاہر ہے کہ وہ اس کو تعدد ازدواج کی خرابیوں میں شمار کرتا ہے مگر یہ صریحاً غلطی ہے۔ کیونکہ اسلام ایسے تعدد ازدواج کو سرے سے جایز ہی نہیں جسمیں سب بیویوں کے ساتھ یکساں سلوک نہ برتا جاوے۔ قرآن کریم میں جو سب سے مقدم دستور العمل اور ہدایت نامہ ہے۔ صاف صاف ارشاد موجود ہے کہ اگر تم عدل نہ کر سکو تو پھر ایک ہی بیوی رکھو۔ اب اگر کوئی اسکی خلاف ورزی کر کے خطا پاوے اور فضیحت اٹھاوے۔ تو اس میں احکام اسلام کا کیا قصور ہے؟ ایک شخص شراب پی کر بدمست ہو جاتا۔ اور حد کو اعتدال سے گر کر سنتری کے ڈنڈے کھاتا ہوا کوتوالی تک بصد خرابی اور رسوائی پہنچتا ہے تو اسمیں اسکی اپنی ہے۔ نہ گورنمنٹ کے اوس قانون کی۔ جس نے شراب کی خرید و فروخت کو صرف جائز رکھا ہے۔ کیونکہ بعض صورتوں میں اس کے دواءً استعمال کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ یا اس لئے کہ گورنمنٹ اور اس کے قانون کا اپنا کوئی مذہب نہیں۔ رعایا کو اگر اپنے مذاہب کا پاس ہے تو وہ خود اس ام الخبائث سے اجتناب کریں گے۔ اور جن کے مشرب میں اس کا پینا روا ہے وہ حد اعتدال کا خیال نہ رکھیں گے۔ تو آپ اس کا خمیازہ بھگتیں گے۔ سرکار نے مے نوشی کو حکماً ضروری و لازمی قرار نہیں دیا۔ اور نہ قانون میں کہیں اس کے حد اعتدال سے بڑھے ہوئے استعمال اور بحالت بدمستی حرکات کم ظرفی کی تاکید آئی ہے۔ اس قانونی آزادی سے ناجایز فایدہ وہی اٹھاتے ہیں جو طبعاً خباثت کے دلدادہ ہیں پھر قانون کو بدنام کرنا ہم نہیں سمجھتے کہ کیونکر حق بجانب ہوسکتا ہے؟

دل آزار درسی کتاب بدل دیگئی

جس ناگوار اور دل آزار کتاب کے متعلق الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں لکھا گیا تھا اس کے متعلق ناظرین الحکم بڑی مسرت سے پڑھیں گے کہ آخر بمبئی گورنمنٹ نے مسلمانوں کی شکایت پر فوری توجہ کر کے نصاب تعلیم میں سے وہ گجراتی کتاب کہ جسمیں پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت بے ادبی کے کلمات اور جھوٹی باتیں لکھی ہوئی تھیں نکلوا دی۔ اب یہ کتاب نئے سرے سے فوراً شایع کیجائیگی اور اسمیں سے جھوٹ اور دل آزار باتیں نکال دیجائینگی جن طلبا نے یہ قدیم کتاب لے رکھی ہے انکو قدیم کتاب کے عوض نئی کتاب بغیر زائد دام دیے ملجائیگی۔ گورنمنٹ بمبئی کی یہ کارروائی قابل مشکوری ہے ہندوستان میں تواریخ کی بعض کتابیں بھی ایسی ہی ہیں انکو پڑھنے سے ہندو و مسلمانوں کے دلمیں آپسمیں نفرت بڑھتی ہے اور یہ بات ملک کی بہتری کے لئے مفید نہیں ہے۔ تواریخ کی کتاب میں سے ایسی باتوں کا نکال ڈالنا ہی نہایت مناسب ہے اب وقت ہے کہ گورنمنٹ

مخالفت

اخبار الحکم مطبوعہ ۲۴؍ جولائی ۱۹۰۶ء میں ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب کا ایک خط بجواب مولوی نورالدین صاحب چھپا ہے جسمیں انہوں نے اپنے الہام اور پیشگوئیاں بھی درج کی ہیں۔ اور قابل ایڈیٹر اخبار موصوف نے اس خط کے مضمون پر یہ اظہار کیا ہے کہ دیکھیے مولویصاحبان مذہب اسلام ڈاکٹر صاحب کی نسبت کیا فتوے دیتے ہیں۔ مجھکو اس امر سے تو کوئی بحث نہیں کہ ڈاکٹر صاحب کی پیشگوئیاں صحیح ہیں یا غلط یہ امر تو خودبخود ظاہر ہو جائے گا۔ میرے نزدیک دریافت طلب یہ امر ہے کہ مولویصاحبان اُن کی نسبت کیا فتوے دیں گے۔ تجربہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مولویصاحبان اُن کی نسبت کچھ نہیں کہیں گے۔ کیونکہ قدرت کا یہ مستمرہ قانون ہے کہ خدا کے ماموروں کے ساتھ اُس زمانہ کے آدمی مخالفت کیا کرتے ہیں اور یہی امر اُنکی کام کی ترقی کا باعث ہوتا ہے بلکہ جسقدر زیادہ مخالفت ہوگی اسی قدر ان کا طریق ریفارم زیادہ ترقی کرے گا۔ پہلے ہم اپنے پیارے نبی کے حالات کو پیش کرتے ہیں اُن کے مخالفوں نے کسقدر سخت مخالفت کی اور قتل تک منصوبے کئے اور آپ اپنے مولا کے حکم سے جان بچا کر بھاگ گئے اور تین دن تک غار ثور میں چھپے رہے پھر مدینہ کو تشریف لے گئے۔ پھر ان کے شایع کردہ دین نے ان کی ہی آنکھوں کے سامنے کہاں تک ترقی کی۔ آپ سمجھ سکتے ہیں کہ وہ وقت کہ جب آنحضرت ایک فاتح کے شان سے حرم بیت اللہ میں بیٹھے ہیں اور روسار قریش مجرموں کی طرح دست بستہ حضور کے سامنے کھڑے ہیں کس امر کا نتیجہ تھا؟ سو اس کا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ تین دن تک غار ثور میں چھپے رہنے کا۔

غرض یہ مخالفت ہی ترقی اشاعت سچے مذہب کا ذریعہ ہو سکتی ہے۔ اس میں قدرت کی یہ حکمت ہے کہ اس مخالفت میں مامورمن اللہ کا امتحان مطلوب ہے۔ اس کے سچے جوش کی آزمایش ہے۔ اور یہی اوس کی سچائی کی بڑی بھاری دلیل ہے اگر اسمیں سچائی اور راستی کی روح نہیں بولتی تو اوس نے اتنی تکلیفات اور تصدیعات مخالفت کس لئے گوارا کر رکھی ہیں۔ اور حضرت اقدس مرزا صاحب کا بھی بڑا بھاری ثبوت ہے کہ ان کی سخت سے سخت مخالفت ہوئی اور ہو رہی ہے۔ اور آپ اوسی دھن میں لگے ہوئے ہیں۔ اور وہی مخالفت اُن کی ترقی ریفارم کا ذریعہ بن رہی ہے۔ اور یہ الہام۔ یاتیک من کل فج عمیق۔ انہوں نے اپنی آنکھوں سے سچا ہوتا دیکھ لیا۔ سعید الفطرت آدمی کے لئے راستی کا ایک نکتہ کافی ہے العاقل تکفیۃ الاشارۃ۔ اور بد طینت اور شقی القلب آدمیوں نے آنحضرت کی ساری پیشگوئیوں کو اپنے سامنے پوری ہوتے دیکھا۔ مگر ایمان نہیں لائے۔

دنیا میں ہمیشہ سے سچائی کی مخالفت کی جاتی ہے کیونکہ راستی عام انسانی خیالات کے برخلاف ہوتی ہے اس لئے اسکی مخالفت ضرور ہوتی ہے۔ اور راستی چونکہ راستی ہے اور انسانی اُن طبیعتوں پر ضرور اثر کرتی ہے جن میں راستی کی طلب قدرت نے ودیعت کی ہے اس لئے وہ راستی کا حامی اور پیرو کار شخص ضرور کامیاب ہوتا ہے۔

اور یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ دو شخص مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریں اور دونوں سچے ہوں؟ سچا وہی ہے جس کی صداقت کا نتیجہ خدا کے مقرر قانون سے مل چکا۔ اور جو شخص جناب خاتم المرسلین کی پیروی کے سارے منازل (مخالفت عام۔ اور تکلیف دہی اور دشنام دہی سے یاد کرنا) اور اُن کا اوسی اصلاح مذہب میں لگے رہنا جن کے لئے وہ مامور ہوئے ہیں وہی شخص محمد رسول اللہ کا سچا خادم کہلانے کا استحقاق رکھتے ہیں۔ نہ کہ ہر ایک شخص جو منہ سے کہدے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ کسی بزرگ نے کیا خوب کہا ہے ؎

سرمد غم عشق بوالہوس را ندہند
سوز دل پروانہ مگس را ندہند

جو مخالفت مرزا صاحب کی ہوئی وہ ڈاکٹر صاحب کی نہیں ہو سکتی کیونکہ ان کا دعوے سچا نہیں ہے۔ اور ان کا دعویٰ اس لئے سچا نہیں کہ پہلے دعویدار کا دعوے تصدیق ہو چکا۔ کیا ہر ایک مدعی مسیحیت سچا ہو سکتا ہے اور اس کے دعوے کے بطلان کی یہی دلیل کافی ہے کہ اسکی مخالفت نہیں ہوتی۔ بلکہ اسکی تائید کی جاتی ہے۔

محمد رسول اللہ پر تو فوجیں لے لے کر چڑھائی کرتے ہیں۔ اور مسیلمہ کی مدد کو لاکھوں آدمی خودبخود جمع ہو جاتے۔ میری رائے میں ڈاکٹر صاحب کا یہ دعوے (مسیح موعود) حضرت مرزا صاحب کی مخالفت کی غرض سے ہے جیسا کہ مسیلمہ کا دعویٰ جناب خاتم المرسلین کی مخالفت کے لئے تھا اور امید ہے کہ ڈاکٹر صاحب بھی بمقابلہ حضرت مرزا صاحب کے وہی کامیابی حاصل کریں گے جو مسیلمہ کو ہوئی۔ اور ضرور ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ نیچرل لا یہی ہے۔

غلام احمد خاں کاٹھ گڑھ ضلع ہوشیارپور

کوئی سعادتمند حصہ لے گا

میاں محمد حسن ایک مخلص اور دیندار احمدی ارائیں زمیندار ہے اور مہاجر قادیاں ہے وہ ایک خوش حیثیت نہری اراضی کا مالک ہے اور قادیاں کی اقامت کا جوش اور شوق اسے قادیاں لے آیا ہے جہاں کی اس نے مستقل رہایش اختیار کر لی ہے اور دفتر میگزین قادیاں میں ہیڈ دفتری ہے اسکی پہلی بیوی فوت ہو چکی ہے اس میں سے ایک بچہ ہے جو دینیات کی تعلیم پاتا ہے۔ محمد حسن حضرت اقدس کے ارشاد و ہدایت کے بموجب نکاح کرنا چاہتا ہے اور حضرت ہی کے ارشاد اور تحریک سے اعلان کیا جاتا ہے۔ جو بھائی میاں محمد حسن سے رشتہ کرنا چاہتے ہوں وہ اطلاع دیں یہ تعلق انشاء اللہ حضرت کی رضا کا موجب ہوگا خط و کتابت معرفت ایڈیٹر الحکم قادیاں ہو۔

کلماتِ طیّبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمٰن

آجکل کا فقر اور فقراء

۲۵ رجولائی ۱۹۰۷ء - فرمایا - میں تعجب کرتا ہوں کہ آجکل بہت لوگ فقیر بنتے ہیں - مگر سوائے نفس پرستی کے اور کوئی غرض اپنے اندر نہیں رکھتے - اصل دین سے بالکل الگ ہیں - جس دنیا کے پیچھے عوام لگے ہوئے ہیں اسی دنیا کے پیچھے وہ بھی خراب ہو رہے ہیں - توجہ اور دم کشی اور منتر جنتر اور دیگر ایسے امور کو اپنی عبادت میں شامل کرتے ہیں - جن کا عبادت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں بلکہ صرف دنیا پرستی کی باتیں ہیں اور ایک ہندو کافر اور ایک مشرک عیسائی بھی ان ریاضتوں اور انہی مشق میں شامل ہو سکتا بلکہ ان سے بڑھ سکتا ہے، اصلی فقیر تو وہ ہے جو دنیا کے اغراض فاسدہ سے بالکل الگ ہو جائے اور اپنے واسطے ایک تلخ زندگی قبول کرے - تب اس کو حالت عرفان حاصل ہوتی ہے اور وہ ایک قوت ایمانی کو پاتا ہے آج کل کے پیرزادے اور سجادہ نشین نماز جو اعلےٰ عبادت ہے - اسکی یا تو پروا نہیں کرتے یا ایسی طرح جلدی جلدی ادا کرتے ہیں جیسے کہ کوئی بیگار کاٹنی ہوتی ہے - اور اپنے اوقات کو خود تراشیدہ عبادتوں میں لگاتے ہیں جو خدا اور رسول نے نہیں فرمائیں - ایک ذکر ارہ بنایا ہوا ہے جس سے انسان کے پھیپھڑے کو سخت نقصان پہونچتا ہے - بعض آدمی ایسی مشقتوں سے دیوانے ہو جاتے ہیں اور بعض مر بھی جاتے ہیں جو دیوانے ہو جاتے ہیں اُن کو جاہل لوگ ولی سمجھنے لگ جاتے ہیں - خدا تعالیٰ نے اپنی رضامندی کی جو راہیں خود ہی مقرر فرما دی ہیں وہ کچھ کم نہیں - خدا تعالیٰ ان باتوں سے راضی ہوتا ہے - کہ انسان عفت اور پرہیز گاری اختیار کرے - صدق و صفا کے ساتھ اپنے خدا کی طرف جھکے - دنیوی کدورتوں سے الگ ہو کر تبتل الی اللہ اختیار کرے - خدا تعالیٰ کو سب چیزوں پر اختیار کرے - خشوع کے ساتھ نماز ادا کرے - نماز انسان کو منزہ بنا دیتی ہے - نماز کے علاوہ اٹھتے بیٹھتے اپنا دھیان خدا کی طرف رکھے یہی اصل مدعا ہے جس کو قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے اپنے بندوں کی تعریف میں فرمایا ہے کہ وہ اٹھتے بیٹھتے خدا تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی قدرتوں میں فکر کرتے ہیں - ذکر اور فکر ہر دو عبادت میں شامل ہیں - فکر کے ساتھ شکر گزاری کا مادہ بڑھتا ہے - انسان سوچے اور غور کرے کہ زمین اور آسمان ہوا اور بادل - سورج اور چاند - ستارے اور سیارے سب انسان کے فائدے کے واسطے خدا تعالیٰ نے بنائے ہیں - فکر معرفت کو بڑھاتا ہے - غرض ہر وقت خدا کی یاد میں اس کے نیک بندے مصروف رہتے ہیں اسی پر کسی نے کہا ہے - کہ جو دم غافل سو دم کافر - آجکل کے لوگوں میں صبر نہیں - جو اس طرف جھکتے ہیں وہ بھی ایسے مستعجل ہوتے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ پھونک مار کر ایک دم میں سب کچھ بنا دیا جائے - اور قرآن شریف کی طرف دھیان نہیں کرتے - کہ اس میں لکھا ہے - کہ کوشش اور محنت کرنیوالوں کو ہدایت کا راستہ ملتا ہے خدا تعالیٰ کے ساتھ تمام تعلق مجاہدہ پر موقوف ہے جب انسان پوری توجہ کے ساتھ دعا میں مصروف ہوتا ہے تو اس وقت اس کے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے اور وہ آستانہ الٰہی پر آگے سے آگے بڑھتا ہے - تب وہ فرشتوں کے ساتھ مصافحہ کرتا ہے - ہمارے فقراء نے بہت سی بدعتیں اپنے اندر داخل کر لی ہیں - بعض نے ہندوؤں کے منتر بھی یاد کئے ہوئے ہیں - اور ان کو بھی مقدس خیال کیا جاتا ہے - ہمارے بھائی صاحب کو ورزش کا شوق تھا - ان کے پاس ایک پہلوان آیا تھا - جاتے ہوئے اس نے ہمارے بھائی صاحب کو الگ لیجا کر کہا کہ میں ایک عجیب تحفہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جو بہت ہی قیمتی ہے - یہ کہکر اس نے ایک منتر پڑھکر ان کو سنایا اور کہا کہ یہ منتر ایسا پر تاثیر ہے - کہ اگر ایک دفعہ صبح کے وقت اس کو پڑھ لیا جاوے تو پھر سارا دن نہ نماز کی ضرورت باقی رہتی ہے اور نہ وضو کی ضرورت - ایسے لوگ خدا تعالیٰ کے کلام کی ہتک کرتے ہیں - وہ کلام پاک جس میں ہدًی لِّلْمُتَّقِیْن کا وعدہ دیا گیا ہے خود اسی کو چھوڑ کر دوسری طرف بھٹکتے پھرتے ہیں - انسان کے ایمان میں ترقی تب ہی ہو سکتی ہے - کہ وہ خدا تعالیٰ کے فرمودہ پر چلے اور خدا پر اپنے توکل کو قائم کرے -

ایک دفعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال کو دیکھا کہ وہ کھجوریں جمع کرتا تھا - آپ نے فرمایا - کہ کس لئے ایسا کرتا ہے - اس نے کہا کہ کل کے لئے جمع کرتا ہوں - آپ نے فرمایا کہ کیا تو کل کے خدا پر ایمان نہیں رکھتا لیکن یہ بات بلال کو فرمائی اور ہر ایک کو وعظ اور نصیحت انکی برداشت کے مطابق کیا جاتا ہے -

نصیحت

ایک شخص نے عرض کی - کہ میں پہلے فقراء کے پاس پھرتا رہا اور کئی طرح کی مشکل ریاضتیں انہوں نے مجھ سے کرائیں - اب میں نے آپ کی بیعت کی ہے - تو مجھے کیا کرنا چاہئے - فرمایا نئے سرے سے قرآن شریف کو پڑھو - اور اس کے معانی پر خوب غور کرو - نماز کو دل لگا کر پڑھو - اور احکام شریعت پر عمل کرو - انسان کا کام یہی ہے - آگے پھر خدا کے کام شروع ہو جاتے ہیں جو شخص عاجزی سے خدا تعالیٰ کی رضا کو طلب کرتا ہے خدا اس پر راضی ہوتا ہے -

اختلاف فقہاء

فرمایا آجکل کے علماء کے درمیان باہم مسائل کے معاملہ میں اسقدر اختلاف ہے - کہ ہر ایک مسئلہ کے متعلق کہا جا سکتا ہے - کہ اس میں اختلاف ہے - جیسا کہ لاہور میں ایک طبیب غلام دستگیر نام تھا وہ کہا کرتا تھا - کہ مریضوں اور اُن کے لواحقین کی اس ملک میں رسم ہے - کہ وہ طبیب سے پوچھا کرتے ہیں - کہ دوا گرم ہے یا سرد - تو میں نے اس کے جواب میں ایک بات رکھی ہوئی ہے - میں کہہ دیا کرتا ہوں کہ اختلاف ہے - اول تو اس اختلاف کے کئی فرقے ہیں - پھر مثلاً ایک فرقہ حنفیوں کا ہے انہیں سے آپس میں اختلاف ہے - پھر خود امام ابوحنیفہ کے اقوال میں اختلاف ہے -

آجکل کے پیروں کے مرید

فرمایا - آجکل کے پیر اکثر فاحشہ عورتوں کو مرید بناتے ہیں - بعض ہندوؤں کے پیر ہوتے ہیں - ایسے لوگ اپنی بدکاریوں پر اور اپنے کفر پر برابر قائم رہتے ہیں صرف پیر کو چندہ دیکر وہ مرید بن سکتے ہیں اعمال خواہ کیسے ہی ہوں - انہیں کوئی حرج نہیں سمجھا جاتا - اگر ایسا کرنا جائز ہوتا - تو آنحضرت ابوجہل کو بھی مرید بنا سکتے تھے - وہ اپنے بتوں کی پرستش بھی کرتا رہتا اور اس قدر لڑائی جھگڑے کی ضرورت نہ پڑتی - مگر یہ باتیں بالکل گناہ ہیں -

آخری مرحلہ

۱۲ر جولائی ۱۹۱۵ء۔ ڈاکٹر عبدالحکیم نے حضرت کے متعلق جو الہام شایع کیا ہے اس کا ذکر تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ آخری مرحلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اب آخری فیصلہ کی تقریب پیدا کر دی ہے براہین احمدیہ کے آخر میں وحی الٰہی درج ہے۔ انا فتحنا لک فتحاً مبینا۔ وہی فتح ہے۔ اسپر اللہ تعالیٰ ایسے امور ظاہر کریگا۔ کہ لوگ سمجھ لیں گے۔ کہ اب آخری فیصلہ ہے۔

ایک دوست نے عرض کی کہ حضور کا ایک پرانا الہام ہے۔

لا تنقطع الاعداء الا بموت احدٍ منھم

ترجمہ۔ دشمن نہیں منقطع ہوں گے مگر انہیں سے ایک کی موت کے ساتھ۔ فرمایا۔ ہاں یہ پرانا الہام ہے۔ ہمیں اس وقت یاد نہیں کہ یہ الہام کہیں چھپ چکا ہے یا نہیں۔ فرمایا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی بہت سے جھوٹے نبی پیدا ہوئے تھے مگر جھوٹا ہمیشہ بعد میں پیدا ہوتا ہے۔ سچا پہلے ظاہر ہو جاتا ہے۔ تو پھر اس کی ریس کر کے جھوٹے بھی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ہمارے دعوے سے پہلے کوئی نہیں کہ سکتا کہ کسی نے اس طرح خدا تعالیٰ سے الہام پاکر مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہو۔ مگر ہمارے دعوے کے بعد چراغدین اور عبدالحکیم اور کئی ایک دوسرے پیدا ہو گئے ہیں۔

جلدباز نکتہ چین

حضرت کی خدمت میں ایک شخص کا خط پیش ہوا کہ میں کئی جگہ گیا تھا اور میں نے آپکی جماعت کے لوگ دیکھے کو نماز کی بروقت پابندی میں اور باہمی اخوت کے شرائط کے پورا کرنے میں قاصر پایا۔ فرمایا۔ اصلاح ہمیشہ رفتہ رفتہ ہوتی ہے۔ بعض مستعجل لوگ ہیں جو نکتہ چینی پر جلدی کرتے ہیں۔ اخلاص اور ثبات قدم خدا تعالیٰ کا ایک فضل ہے۔ بہت لوگ ایسے ہیں جنہوں نے داخلہ کے فضل کی توفیق پائی اور اثبات قدم اور اخلاص کی توفیق کے حاصل کرنے کے واسطے ہنوز وہ منتظر ہیں۔ ہر ایک شخص کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنی حالت کو دیکھے۔ کیا وہ جسدن اس سلسلہ میں داخل ہوا۔ اوسدن اس کی حالت وہ تھی۔ جو آج اسکی ہے۔ ہر ایک آدمی رفتہ رفتہ ترقی کرتا ہے۔ اور کمزوریاں آہستہ آہستہ دور ہو جاتی ہیں۔ گھبرانا نہیں چاہیئے اور اصلاح کے واسطے کوشش کرنی چاہیئے۔ اپنے بھائی کو حقارت سے نہ دیکھو بلکہ اس کے واسطے دعا کرو۔ اس کے ساتھ لڑائی نہ کرو۔ بلکہ اسکی اصلاح کی فکر کرو۔

موت کو یاد رکھو

ایک شخص نے عرض کی کہ مجھے نماز میں لذت نہیں آتی۔ فرمایا کہ موت کو یاد رکھو۔ یہی سب سے عمدہ نسخہ ہے۔ دنیا میں انسان جو گناہ کرتا ہے۔ اسکی اصل جڑ یہی ہے۔ کہ اس نے موت کو بھلا دیا ہے۔ جو شخص موت کو یاد رکھتا ہے۔ وہ دنیا کی باتوں میں بہت تسلی نہیں پاتا۔ لیکن جو شخص موت کو بھلا دیتا ہے۔ اس کا دل سخت ہو جاتا ہے اور اس کے اندر طول امل پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ لمبی لمبی امیدوں کے منصوبے اپنے دل میں باندھتا ہے۔ دیکھنا چاہیئے کہ جب کشتی میں کوئی بیٹھا ہو اور کشتی غرق ہونے لگے تو اس وقت دل کی کیا حالت ہوتی ہے۔ کیا ایسے وقت میں انسان گناہ گاری کے خیالات دل میں لا سکتا ہے۔ ایسا ہی زلزلہ اور طاعون کے وقت میں چونکہ موت سامنے آجاتی ہے اس واسطے گناہ نہیں کر سکتا اور نہ بدی کیطرف اپنے خیالات کو دوڑا سکتا ہے۔ پس اپنی موت کو یاد رکھو۔"

سلام

ایک دوست نے عرض کی کہ مخالفین نے ہم کو سلام کہنا چھوڑ دیا ہے فرمایا تم نے ان کے سلام میں سے کیا حاصل کر لینا ہے۔ سلام وہ ہے جس نے حضرت ابراہیم کو آگ سے سلامت رکھا جسکو خدا کی طرف سے سلام نہ ہو۔ بندے اسپر ہزار سلام کریں اس کے واسطے کسی کام نہیں آ سکتے قرآن شریف میں آیا ہے۔ سلام قولاً من ربٍ رحیم۔ ایک دفعہ ہم کو کثرت پیشاب کے باعث بہت تکلیف تھی ہم نے دعا کی الہام ہوا السلام علیکم۔ اسی وقت تمام بیماری جاتی رہی سلام وہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو باقی سب رسمی سلام ہیں۔

چکڑالوی لوگ غور کریں

ایک شخص نے حضرت کی خدمت میں ایک فقہی مسئلہ پیش کر کے درخواست کی کہ اس کا جواب صرف قرآن شریف سے دیا جاوے۔ حضرت نے فرمایا کہ متقی کے واسطے مناسب ہے کہ اس قسم کا خیال دل میں نہ لاوے کہ حدیث کوئی چیز نہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا جو عمل تھا۔ وہ گویا قرآن کے مطابق نہ تھا۔ آجکل کے زمانہ میں مرتد ہونے کے قریب جو خیالات پھیلے ہوئے ہیں ان میں سے ایک خیال حدیث شریف کی تحقیر کا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام کاروبار قرآن شریف کے ماتحت تھے۔ اگر قرآن شریف کے واسطے معلم کی ضرورت نہ ہوتی تو قرآن رسول پر کیوں اترتا۔ یہ لوگ بہت بے ادب ہیں۔ کہ ہر ایک اپنے آپ کو ایسا سمجھتا ہے۔ کہ قرآن شریف اسی پر نازل ہوا ہے۔ یہ بڑی گستاخی ہے۔ کہ ایک چکڑالوی مولوی جو معنے قرآن کے کرے۔ اس کو مانا جاتا ہے اور قبول کیا جاتا ہے۔ اور خدا کے رسول پر جو معنے نازل ہوئے۔ ان کو نہیں دیکھا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے جو انسانوں کو اس امر کا محتاج پیدا کیا ہے کہ ان کے درمیان کوئی رسول مامور مجدد ہو۔ مگر یہ چاہتے ہیں۔ کہ ان کا ہر ایک رسول ہے اور اپنے آپ کو غنی اور غیر محتاج قرار دیتے ہیں۔ یہ سخت گناہ ہے۔ ایک بچہ محتاج ہے کہ وہ اپنے والدین وغیرہ سے تکلم سیکھے اور بولنے لگے۔ پھر استاد کے پاس بیٹھ کر سبق پڑھے۔ جائے استاد خالی است۔ چکڑالوی لوگ دھوکہ دیتے ہیں۔ کہ کیا قرآن محتاج ہے۔ اے نادانو! کیا تم بھی محتاج نہیں اور خدا کی ذات کی طرح بے احتیاج ہو۔ قرآن تمہارا محتاج نہیں پر تم محتاج ہو کہ قرآن کو پڑھو۔ سمجھو اور سیکھو۔ جبکہ دنیا کے معمولی کاموں کے واسطے تم اوستاد پکڑتے ہو۔ تو قرآن شریف کے واسطے استاد کی ضرورت کیوں نہیں۔ کیا بچہ ماں کے پیٹ سے نکلتے ہی قرآن پڑھنے لگیگا بہرحال معلم کی ضرورت ہے۔ جب مسجد کا ملاں ہمارا معلم ہو سکتا ہے تو کیا وہ نہیں ہو سکتا جسپر خود قرآن شریف نازل ہوا ہے دیکھو قانون سرکاری اس کے سمجھنے اور سمجھانے کے واسطے ہی آدمی مقرر ہیں حالانکہ اسمیں کوئی ایسے معارف اور حقایق نہیں۔ جیسے کہ خدا کی پاک کتاب میں ہیں۔ یاد رکھو کہ سارے انوار نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع پر ہیں۔ جو لوگ آنحضرت کا اتباع نہیں کرتے۔ ان کو کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔ بجز نور اتباع خدا کو بھی پہچاننا مشکل ہے۔ شیطان شیطان اسی واسطے ہے کہ اس کو نور اتباع حاصل نہیں۔

آنحضرت صلعم ۲۳ سال دنیا میں رہے متقی کا فرض ہونا چاہیئے کہ وہ اسباب کو محبت کی نگاہ سے دیکھے کہ آنحضرت صلعم کا طریق عمل کیا تھا۔

عملی نمونہ دکھاؤ

ہم بعض اعرابیوں کا قصہ حدیث میں پڑھکر تعجب کیا کرتے تھے اب بعض اوقات مدینۃ المسیح میں یہ نظارہ ہاں آنکھوں سے دیکھنے کا موقع ملتا ہے آج ۱۲ر جولائی قبل از خطبہ جمعہ باہر سے آئے ہوئے ایک شخص (جسے اعرابی ہی کہنا چاہیئے) عرض کیا کہ حضور میری بیوی کسی صورت میں مسلمان نہیں ہوتی۔ کیا کروں میں تو اسے بہتیرا سمجھا چکا ہوں۔

فرمایا دیکھو زبانی واعظوں سے اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا اپنی حالت درست کر کے اپنے تئیں نمونہ بنانے سے تم اپنی حالت کو ٹھیک کرو اور ایسے ہو کہ لوگ بے اختیار بول اٹھیں اب تم وہ نہیں رہے۔ جب یہ حالت ہوگی تو تمہاری بیوی کیا کئی لوگ تمہارا مذہب قبول کرلیں گے۔ حدیث میں آیا ہے۔ خیرکم خیرکم لاہلہ۔

پس جب بیوی سے تمہارا اچھا سلوک ہوگا۔ تو وہ خود بخود مجذوب ہو کر تمہاری مخالفت چھوڑ دے گی اور دل سے جان لیگی کہ یہ مذہب بہت ہی اچھا ہے۔ جس میں ایسے نرم و عمدہ سلوک کی ہدایت ہوتی ہے پھر وہ خواہ مخواہ متابعت کرے گی احسان تو ایسی چیز ہے کہ اس سے ایک کتا بھی نادم ہو جاتا ہے چہ جائیکہ ایک انسان۔

اس نے عرض کی۔ کہ حضور وہ تو کبھی نہیں ماننے کی۔

فرمایا۔ دیکھو مایوس نہیں ہونا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ جب کسی دل میں تبدیلی پیدا کرنا چاہتا ہے تو کسی چھوٹی سی بات سے کر دیتا ہے۔ دعا کرنی چاہیئے کہ دل سے نکلی ہوئی دعا ضائع نہیں جاتی اور لطیف پیرائے میں نصیحت بھی کرتے رہیں مگر سختی نہ کریں۔ اسے سمجھائیں۔ کہ ہمارا وہی اسلام دین ہے یہ کوئی نیا مذہب نہیں وہی نماز وہی روزہ وہی حج وہی زکوٰۃ۔ صرف فرق اتنا ہے کہ یہ باتیں جو صرف جسم بے روح رہ گئی ہیں ہم انہیں اخلاص کی خاص روح پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کے اثر جو مرتب نہیں ہوتے ہم چاہتے ہیں کہ ایسے طور سے ادا کئے جاویں۔ کہ انہیں اثر پیدا ہوں۔ عقیدہ میں یہ بات ہے کہ حضرت عیسےٰ کو ہم اور نبیوں کی طرح فوت شدہ مانتے ہیں اور ایک مسلمان کی محبت جو اسے اپنے متبوع آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے وہ اس بات کی متقاضی ہے کہ جب آپ فوت ہوگئے۔ تو ان کے بعد کسی کو زندہ نہ سمجھے۔ صحابہ کرام کسقدر درد والم میں تھے۔ جب ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل سنا تو سب کو ٹھنڈ پڑ گئی۔ غرض یاد رکھو ان وعظوں سے کچھ نہیں بنتا۔ جبتک ساتھ دعا اور اپنا عملی نمونہ نہ ہو۔ ہر جمعہ کس قدر مولوی سر کھپاتے ہیں مگر خاک بھی اثر نہیں ہوتا کیوں؟ اسلئے کہ جو کچھ کہتے ہیں۔ انکا خود اسپر عمل نہیں۔ جتنے پیغمبر دنیا میں آئے انمیں سے کسی نے بھی وعظ پر اتنا سر نہیں مارا۔ جتنا دعا و عملی نمونہ کام دیتا ہے۔ سو اس سے میسر لانیکی کوشش کرو۔

(اکمل آف گولیکی)

ایک خط اور اس کا جواب

(۱) سوال۔ سونا اور ریشم کی حرمت کی دلیل قرآن کریم سے تحریر فرمادیں

(۲) سوال۔ طاعون زدہ مقاموں سے ہجرت کی دلیل کونسی ہے اور متفق علیہ حدیث جو معروف ہے اس کا کیا جواب۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم۔ اما بعد احادیث صحیحہ میں پارچہ ریشمی حریر وغیرہ کا پہننا مردوں کو ممنوع ہے اور سنت نبوی بیان کرنیوالی ہے قرآن مجید کی ہے۔ پس اگر قرآن مجید میں ہم کو کوئی مسئلہ بہ تصریح نہ ملے تو سنت صحیحہ سے معلوم کرنا چاہیئے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم ما اتٰکم الرسول فخذوہ اٰتکم وما نھٰکم عنہ فانتھوا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ حرمت پارچہ حریر ریشم کی احادیث یہ ہیں۔ انما یلبس الحریر فی الدنیا من لاخلاق لہ فی الاخرۃ۔ یعنے ریشم حریر کے کپڑے وہ شخص پہنتا ہے جس کو آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔ رواہ مسلم۔

اس حدیث سے بھی مردوں کے لئے حرام ہونا پارچہ ریشمی کے پہننے کا ثابت ہوتا ہے۔ دوسری حدیث مسلم میں ہے لا تلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی الدنیا لم یلبسہ فی الاخرۃ۔ یعنی مت پہنو تم کپڑے ریشمی حریر کے۔ کیونکہ جو شخص دنیا میں اس کو پہنے گا۔ تو آخرت میں اسکو نہ پہن سکیگا۔

طاعون کی نسبت حضرت عمرؓ کا فیصلہ ہمارے لئے کافی ہے جو صحیح مسلم میں بھی مذکور ہے اس کا ترجمہ یہ ہے کہ عبد اللہ بن عباس سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ ملک شام میں گئے۔ یہانتک کہ مقام سرغ میں پہونچے تو آپ کے پاس امراء فلسطین۔ اردن۔ دمشق۔ حمص اور قنسرین کے آ حاضر ہوئے انہوں نے آپ سے کہا کہ ممالک شام میں وبا طاعون کی پڑی ہوئی ہے تو حضرت عمرؓ نے مہاجرین اولین کو طلب فرمایا اور مشورہ کیا تو انہوں نے باہم اختلاف کیا بعض نے کہا کہ آپ نے جس کام کے لئے خروج کیا ہے اس امر سے لوٹ جانا نہیں چاہیئے بعض نے کہا کہ آپ کے ہمراہ کچھ اصحاب رسول صلعم کا بقیہ ہے ہماری رائے میں نہیں آتا کہ انکو آپ وبائے طاعون کی محل میں لیجاویں۔ پھر حضرت عمرؓ نے جماعت انصار کو طلب فرمایا اور انسے مشورہ طلب کیا تو انصار نے بھی ویسا ہی اختلاف کیا جیسا کہ مہاجرین اولین نے کیا تھا تب بڈھوں قریش کو جو تجربہ کار تھے بلایا۔ جو قبل فتح مکہ کے اسلام میں داخل ہوئے تھے ان شیوخ قریش نے اختلاف نہیں کیا بلکہ سب نے بالاتفاق کہا کہ آپ محل طاعون میں نہ جاویں اور یہاں سے لوٹ جاویں پھر حضرت عمرؓ نے منادی کرائی کہ صبح کو فلان ٹیلے یعنے اونچے مقام کیطرف کوچ کرینگے اور وہیں ٹھہرینگے پس صبح کو آپ نے کوچ کیا اور اوسی اونچے مقام میں جا ٹھہرے تو حضرت ابو عبیدہ نے آپ پر اعتراض کیا کہ اے عمرؓ! کیا اللہ تعالیٰ کی تقدیر سے تم بھاگتے ہو تو آپ نے حضرت عبیدہ سے فرمایا کہ اگر اے عبیدہ تیرے سوائے کوئی اور یہ اعتراض کرتا تو اسکو میں ٹھیک کر دیتا (حالانکہ حضرت عمرؓ حضرت ابو عبیدہ کا خلاف کرنا بہت ناپسند رکھتے تھے) اور پھر آپ نے فرمایا کہ ہاں ہم تقدیر اللہ سے فرار کرتے ہیں مگر تقدیر الٰہی کیطرف رجوع کرتے ہیں یعنی یہ ہمارا سفر بھی تقدیر اللہ سے باہر نہیں ہے اور ایک دلیل عقلی بھی بیان فرمائی کہ اگر ایک وادی کی ایکطرف تو سبزہ زار ہو اور دوسری طرف خشک ہو تو اگر اپنے اونٹوں کو تو سبزہ زار میں چراوے تو یہ بھی تقدیر اللہ میں داخل ہے اور خشک طرف میں اونٹوں کا چرانا بھی تقدیر اللہ میں داخل ہے یعنی چونکہ اللہ تعالیٰ نے سمجھ و عقل بھی دی ہے۔ اسلئے بالضرور تو اپنے اونٹوں کو سبزہ زار میں ہی چراویگا مگر اسکے

تبصرہ

(ریویو)

۱۸ر جولائی سنہ ۱۹۱۶ء کو جناب اوستاد نابابو عمر دراز خاں صاحب کلرک دفتر بارگ ماسٹری ڈیرہ اسمٰعیل خاں حال وارد لاہور چھاونی کی معرفت مجھکو ایک چھوٹا سا رسالہ بنام "یجروید کے اول منتر کا ترجمہ اور تفسیر" بغرض ریویو اور اڈیٹنگ اون کے دیکھنے کو ملا جو جناب شیخ عبدالعزیز صاحب (جگدمبا پرشاد) نامی نومسلم نوجوان کا تصنیف کیا ہوا ہے۔ میں نے اس رسالہ کو اول سے آخر تک پڑھا اور پڑھنے سے اس نتیجہ پر پہونچا کہ واقعی اگر اس طرز پر ویدوں کا ترجمہ اردو میں شایع ہو جاوے تو بہت ہی مفید ہوگا یعنے وہ اصحاب اس سے بہت سا فائدہ حاصل کر سکیں گے جنکو آریوں اور سناتن دھرمیوں سے گفتگو کرتے یا تحریری و تقریری بحث مباحثہ کرنے کی ضرورت لاحق ہو جایا کرتی ہے مگر ویدوں کے اردو میں لفظی ترجمہ نہ ہونے کی وجہ سے اکثر الزامی جواب دینے پر ایسے قادر نہیں ہو سکتے جیسے کہ ہونا چاہیے۔ اسلئے ایسے ترجمہ کی بہت بڑی ضرورت ہے مگر میرے خیال میں اگر لفظی ترجمہ کرنے کے بعد ہر دو تفاسیر (آرین و سناتنی) کو نقل کیا جاوے تو زیادہ دلچسپ ہو جاویگا جیسے کہ اس رسالہ میں ان ہر دو تفاسیر (آرین و سناتنی) سے یہ امر ہویدا ہوتا ہے کہ سناتنی درحقیقت بت پرست اس لئے ہیں کہ اون کے نزدیک وید کے رو سے (یعنے اون کے ترجمہ و تفسیر کے لحاظ سے) ہر ایک شئے پرمیشر ہے یعنے وے ہمہ اوست کے قایل ہونے کی وجہ سے بت پرستی کرتے ہیں کیونکہ اون کے نزدیک مثلاً اگر ایک پتھر کو شوجی کی یا کرشن جی و رام چندر و لچھمن جی کی مورت بنا کر پوجا جاتا ہے تو وہ اس پتھر کی پرستش نہیں ہے بلکہ دراصل پرمیشر کی پرستش ہے جیسے کہ اس رسالہ (زیر ریویو) میں پنڈت جوالا پرشاد سناتنی مفسر کے بھاو ارتھ یعنے مطلب وید منتر میں بیان کیا گیا ہے کہ "اگر کوئی کہے کہ پلاس (ڈھاک) کے درخت کی شاخ وغیرہ کو مخاطب کرنے سے کیا وہ سنتے ہیں؟ اس سے کیا فائدہ ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ سب خلقت ایشور روپ (پرمیشر کی شکل صورت والی) ہے جیسا کہ لکھا ہے کہ

पुरुष एव इदम सर्वम

یعنے وہ پرش (پرمیشور) ہی یہ سب کچھ ہے یجروید کی ۳۱ ادھیائے اور یہ بھی ہے کہ सर्वं खल्वु इदं ब्रह्म یعنے یقیناً یہ سب برہم ہی ہیں (چھاندوگیو اپنشد) اس کے بعد جوالا پرشاد صاحب سناتنی لکھتے ہیں کہ "ان منتروں کے بموجب سب خلقت کے ایشور روپ (پرمیشور کی شکل) ہونے سے یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ ساری باتیں اوسی پرماتما کو مخاطب کرکے کہی جاتی ہیں"۔

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر ایک شئے دراصل پرمیشور ہے اور اس لئے کسی چیز کی پرستش کرنی دراصل پرمیشر کی پرستش (پوجا) کرنی ہے مثلاً اگر ایک شخص لنگ کی پوجا کرتا ہے تو وہ دراصل لنگ کی نہیں بلکہ پرمیشور کی پوجا کرتا ہے کیونکہ پرمیشور نے لنگ روپ دھارن کیا ہے (نعوذ باللہ) اسی طرح اس عقیدہ کے بموجب ہر ایک چیز پرمیشور بن سکتی ہے مگر ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سب خلقت ایشور روپ ہے تو کسی کو کسی کی پرستش کرنے کی کیا ضرورت ہے جس حالت میں کہ سب کی حالت ایک جیسی ہے یعنی ایشوری روپ ہیں اور ہر ایک طرح کی کمزوری سے بری ہیں کیونکہ کمزور اور ناتواں کو ہی توانا اور القادر کی امداد کی ضرورت ہے نہ کہ القادر کو کسی دوسرے اپنے ہم جنس کی۔ علاوہ ازیں اس تعلیم کو پڑھکر کسی قدر تعجب بھی ہم کو ہوتا ہے کہ کیونکر ہندو صاحبان اس تعلیم کو ایشور کرت ثابت کرتے ہیں کیونکہ اگر ایک درخت کی شاخ (جیسے ڈھاک کے درخت کی شاخ جو اس منتر میں مخاطب ہے) جب ایشور کا روپ یقین ہو سکتی ہے تو دوسرے بزرگان دین گذشتہ مسلمانوں کے بزرگوں کو کیوں ایشور روپ یقین نہیں کیا جاتا؟ اگر سناتنی صاحبان فرماویں کہ وے اون بزرگاں کو بھی ہم اور پرمیشور کا روپ یقین کرتے ہیں تو سوال ہے کہ اونکی تعلیم و تربیت کو کیوں نہیں گرہن کیا جاتا کیونکہ جب ایک شخص کو ایشور روپ مان لیا گیا تو ضروری ہے کہ ایشور روپ کی زبان سے جو کچھ نکلے گا وہ بھی عین حق اور حقیقت سے بھرا ہوگا۔ پس ضروری امر لازمی ٹھہرتا ہے کہ سناتنی صاحبان ویدک آگیا پالن کرکے ان بزرگان کے اقوال اور افعال کو عین حق جانکر عمل درآمد کریں جنکو کہ مسلمان یہودی عیسائی اپنا پیشوا تسلیم کرتے ہیں کیونکہ جس قوم کے نزدیک ڈھاک درخت اور اسکی شاخیں پرمیشر کا روپ دھارن کر سکتی ہیں تو اون کے نزدیک ایسے ایسے بڑے اور عالیشان وجودوں کو پرمیشر کا روپ نہ ماننا دراصل اون کی کمزوری دماغ یا بزدلی کی دلیل ہے۔ اگر چہ جبتک ہم باریک نظر اور سوئی نظر سے غور کرتے ہیں یہ عقیدہ نہایت گندہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا ہر ایک چیز پرمیشور کا روپ ہے کیونکہ اس سے ہر ایک گندہ سے گندہ چیز کو بھی (نعوذ باللہ) ایشوری روپ تسلیم کیا جا سکتا ہے جس سے پرمیشور (جو پوتر تاؤں سے پوتر ہے) کی کمال بے ادبی اور سخت درجہ کی توہین لازم آتی ہے نیز اس طرح پرمیشور کی ہستی مشکلات کے بیشمار دشت میں پھنسی ہوئی تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کیونکہ جب یہ عقیدہ رکھا جاوے کہ دنیا و مافیہا کی ہر ایک چیز پرمیشور کا روپ ہے تو ماننا پڑتا ہے کہ مثلاً ایک شخص کی عورت ہے اور بدقسمتی سے وہ بدکار ہے یعنے اوس نے ایک عرصے زناکاری کا وتیرہ اختیار کیا ہے جسمیں وہ رات دن منہمک رہتی ہے تو اس فعل پر کوئی ایسا شخص اس صورت میں کہ وہ اس کو پرمیشور کا روپ مانتا ہے تو اپنی نہیں کر سکتا کیونکہ پرمیشور کے روپ پر اعتراض کرنا یا اس کو عیب اور بھلا برا کہنا دراصل پرمیشور کی توہین کرتا ہے ایسا ہی جو اوس کے ساتھ زنا کرتے ہیں وے بھی اس صورت میں قابل اعتراض یا قابل سرزنش نہیں ہو سکتے اس لئے کہ وہ پرمیشور کا روپ ہیں اور ان ہر دو کا ہر فعل پرمیشور کا فعل ہے لہٰذا ان کو کچھ سوچنا یا پرمیشور کو سوچنا ہے ایسا ہی انکو سزا دینا پرمیشور کو سزا دینا ہے جس سے پرمیشور کی توہین لازم آتی ہے۔

عقل انسانی اس بات کو قبول کرنے سے سخت عاجز ہے کہ دنیا کے اپنے جیسے دکھ اور تکلیف میں مبتلا شخص کو پرمیشور کہ جو بالکل بے عیب اور ہمہ خوبی سے متصف ہے ایسی ذلت اور تکلیف میں مبتلا دیکھتے ہوئے بھی اسکو وہی تصور کرے جو پرمیشر ہے۔

آدم زاد اور ایسے ہی تمام دوسری مخلوقات کے ساتھ ہو کے دنیا و مافیہا کے تعلقات ہیں نیز اون کی کمزوریوں اور مجبوریوں پر ...

آسکے دن لگتی رہتی ہیں غور کرنے سے یہ مسئلہ نہایت صفائی سے حل ہو جاتا ہے کہ در اصل اوس بیچون و بیچگون ہستی کو ان حقیر بلکہ احقر چیزوں سے ایسی کچھ بھی مناسبت نہیں ہو سکتی کیونکہ فرق بین ہے کہ ایک چیز فنا پذیر یعنے ترقی و تنزل کے مرحلے طے کرنے والی اور دوسری ہمہ حالت میں ایک حالت میں رہنے والی ایک جیسی نہیں ہو سکتی پس اندریں صورت اس قسم کا کوئی پرمیشور کا روپ دھارن نہیں کر سکتا کیونکہ ؎

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

بعض صاحبان جو اپنے تئیں صوفی مشرب ظاہر کرتے ہیں آجکل ایسے بھی پائے جاتے ہیں کہ وہ مثلاً اپنے اور جملہ مخلوق کے وجود کو بایں طور بر فاقی تسلیم کرتے ہیں کہ ہم کچھ بھی چیز نہیں ہیں جو کچھ ہے وہ آپ ہی آپ ہے یعنے ہمارے اندر جو کچھ ہے اوس کا ہی ظہور ہے جو ہمارے اس مخصوص وجود کے فنا ہونے کے بعد جہاں سے نکلا ہے وہیں جا کر پیوست ہو جاویگا اور پیوست ہو جاتا ہے۔ اور اسکی مثال یوں پیش کرتے کہ جیسے کہ پانی میں حباب (ببلے) پیدا ہوتے ہیں اسی طرح ہمارے وجود کی کیفیت بھی ہے۔ اور کہ جیسے کہ حباب فنا ہونے کے بعد پانی میں مل کر بالکل نیست و نابود ہو جاتا ہے اسی طرح ہمارے فنا ہونے کے بعد بھی خدا میں ہمارے لئے ایسی ہی پیوست ہے جیسے کہ ببلے کو پانی میں۔ مگر ہمارے خیال میں یہ بات اور مذکورہ بالا بات ایک حد تک مطابقت کھاتی ہے بلکہ اگر فرق ہے تو اسیقدر ہے جیسے کہ کوئی کہے کہ ناک کہاں ہے تو مخاطب ہاتھ کو اٹھا کر سیدھا ناک پر رکھکر بتلا دیوے ایسے ہی جب یہی سوال ایک دوسرے سے کیا جاوے تو وہ سر پر سے ہاتھ کو گھما کر ناک پر ناک کا اظہار کرے اور ان دونوں عقیدوں میں صرف معرفت الٰہی کی کمی ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ غلطی کھا گئے۔ کیونکہ جو شخص خداوند کریم کی ہستی کو ہمہ طاقت اور ہمہ قدرت اور ازلی و ابدی لم یزل لایزال اور مطہر پاک صاف بے عیب مبدا فیض اور جامع جمیع کمالات قائم بذات اور مثلوں سے بری فنا و زوال سے منزہ تسلیم کرے گا وہ کبھی بھی کسی صورت میں کسی ضعیف البنیان ہستی کو اوس کے ساتھ ایسی تشبیہ نہیں دیگا جو پانی کو حباب سے ہوتی ہے کیونکہ حباب اگرچہ پانی کے وجود سے پیدا ہوتا ہے مگر پانی اوس کے معدوم کرنے یا پیدا کرنے پر ایسی قدرت و طاقت نہیں رکھتا جیسے کہ مولا کریم رب العلمین ان تمام مخلوقات کے فنا کرنے اور پیدا کرنے پر قادر ہے۔ کیا یہ نظارہ کچھ کم اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کہ طاعون اور ہیضہ اور دیگر مہلک بیماریوں سے کس طرح دم کے دم ہزاروں کو تباہ کر دیتا ہے اور کس طرح بہتوں کو اپنی ہمہ طاقت اور ہمہ قدرت سے بچا لیتا ہے اور کیونکر ہزار در ہزار بلکہ بے شمار نشانات قدرت (روحانی و جسمانی) دکھلاتا ہے مگر دوسرے وجودوں میں یہ قدرتیں نہیں پائی جاتیں۔

نوٹ: افسوس صد افسوس کہ اس ہفتہ میں ہمارے مہربان استاد جناب بابو محمد افضل خان صاحب بھی بیٹھے ہوئے ہیں اور در اصل اس امر پر جو کچھ ہم نے لکھا ہے وہ بابو صاحب ممدوح کی ہی زبانی دلائل سنکر لکھا ہے کاش کہ بابو صاحب قرآن کریم پر غور کرتے اور خالق و مخلوق کی تمیز کا لحاظ کر کے اس عقیدہ کی پڑتال کرتے تو کیا اچھا ہوتا مگر مشکل تو یہ ہے کہ ان لوگوں نے یہ خیال کر لیا ہے کہ جب ان امور میں زبانی طور پر پختہ ہو گئے تو نجات یافتہ ہو گئے اسلئے اعمال وغیرہ کی کچھ ضرورت نہیں پس یہ کسطرح اسطرف توجہ کریں ہمیشہ

پھر جس حالت میں انسان کی پیدائش ایک ایسے حقیر پانی سے ہوتی ہے کیا وہ اس بات کا دعوے کرنیکا حق رکھتا ہے کہ اپنے وجود کی خدا کی ہستی کے ساتھ ایسی تشبیہ دے جیسے کہ حباب کو پانی کے ساتھ ہوتی ہے؟ ہرگز ہرگز نہیں کیونکہ جیسے کہ پانی اور حباب کمزور اور عاجز محض ایک دوسری ہستی کے قبضہ قدرت میں ہیں ایسے ہی انسان ضعیف البنیان بھی عاجز محض بقبضہ قدرت رب العلمین ہے تو پھر کیوں اوس کو اسکی جرأت ہو سکتی ہے کہ اپنی وجود کو پانی اور حباب کی تشبیہ دیکر اللہ تعالیٰ سے ایسا نکلا ہوا بیان کرے جیسے کہ حباب پانی کے وجود سے پیدا ہوتا ہے۔

پھر جس حالت میں کہ انسان کے وجود سے ہزار در ہزار ایسی حرکتیں بھی ہوتی ہیں کہ جن کا بیان موجب طول طویل ہے یعنے گناہ اور بدکاریاں و بدیاں وغیرہ جن کے کرنے سے انسان ناپاک ہو کر جہنم میں جلنے کے لایق ہو جاتا ہے تو کیونکر وہ اوس پاک اور بے عیب ہستی سے اپنا ایسا تعلق بیان کر سکتا ہے جو بالکل بے عیب اور بے مثل ہے؟ اگر یہ بات سچ ہے کہ جو کچھ دنیا و مافیہا کے اندر ہے وہ در اصل خدا تعالیٰ سے ایسے ہی ہویدا ہوا ہے جیسے کہ پانی سے حباب پیدا ہوتا ہے اور کہ وہ فنا ہونے کے بعد اوسی طرح خدا میں مل جاویں گی یا ملجاتی ہیں جیسے کہ حباب پانی میں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ کیوں عین غین کے قایل اپنے فرزندوں کو تادیب کرتے ہیں اور کیوں اپنی عورتوں پر بعض دفعہ ناراض ہو کر اون کو سخت و سست الفاظ کہا کرتے ہیں جس حالت میں کہ اون کے اندر جو کچھ ہے وہ وہی ہے جو کل میں (جو خداوند کریم ہے) ہے کیونکہ جو کل میں ہوتا ہے وہی جز میں ہوتا ہے یعنے جیسے کہ ایک انگلی میں خون ہے ویسے ہی جسم کے دوسرے حصے کے اعضا میں ہے تو کیوں ان کو وہ کام سکھایا جاتا ہے جو کہ وہ ازلی ابدی ہونے کی وجہ سے ادنھیں خود موجود ہونا چاہئے کیونکہ جب ایک چیز خدا کے وجود میں سے ایسی نکلے جیسے کہ حباب پانی سے نکلتا ہے تو اوس کو ویسی ہی صفات رکھنا چاہئے جیسے کہ اوس کے کل میں موجود ہے مثلاً خیال فرمائیے کہ جو صفت آگ کے ایک بڑے سے بڑے انگارے میں موجود ہے وہی ایک چنگاری میں موجود ہے یعنے گرمی پہونچانا اور جلانا پھر کیونکر تسلیم کیا جاوے کہ عین غین کے قایل کو اپنے بچوں یا بیوی کے علاج کرانے کی ضرورت ہے یا تادیب کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ جو کل میں نہ ہو وہ جز میں کہاں سے آسکتی ہے یعنے کل جو خدا ہے عالم الغیب اور ہر ایک دکھ درد و بیماری سے مبرا ہے تو کیونکر جز میں بیماری یا دکھ درد نمود کر سکتا ہے؟ -

اب کہا جاوے گا کہ دنیا عالم اسباب ہے اس لئے اس میں ایسی حالتیں ہونا از بس ضروری ہے مگر ہم بھی کہیں گے کہ بے عیب ہستی سے کوئی ایسی چیز جو پانی و حباب کی مثال میں نکلی ہو کوئی دکھ اور تکلیف حاصل کر سکتی ہی نہیں۔ ایسے ہی ایسے حضرات کو کسی کو اپنی بیوی یا بچے ظاہر کرنا بھی اون کی سخت غلطی پر دال ہے کیونکہ جب ایک ہی ہستی ہے تو ترجیح بلا مرجح محض غلط اور قطعی ناقابل سماعت ہے۔ پھر کہا جاتا ہے کہ فعل فاعل سے جدا نہیں ہوتا ہے مگر ہمارے خیال میں یہ ایک بالکل صاف بات ہے کہ بعض صورتوں میں فعل فاعل سے جدا ہوتا ہے جیسے کہ کسی کو

Spare Copy

مارنا پیٹنا۔ یا کرسی و میز بنانا وغیرہ مگر بعض صورتوں میں فعل فاعل سے جدا نہیں ہوتا جیسے کہ روٹی کھانا یا پانی پینا سانس لینا رونا ہنسنا وغیرہ۔ پھر کہا جاتا ہے کہ عالم علم سے جدا نہیں ہوتا مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان باتوں کا فائدہ کیا ہے اور ان سے بنتا کیا ہے؟ جب یہ مانا گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات میں اور صفات میں یکتا اور منبع ہے تمام فیضوں کا اور منبع ہے تمام طاقتوں کا اور مستجمع ہے جمیع کمالات کا اور جامع ہے تمام خوبیوں کا اور قیوم ہے تمام چیزوں کا اور لاشریک ہے اپنی ذات میں اور صفات میں اور افعال میں اور وہ یگانہ ہے اپنی وجود کی کنہ میں اور اپنے کاموں کے کنہ میں وہ نزدیک ہے باوجود دور ہونے کے اور دور ہے باوجود نزدیکی کے سب کے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اوس سے کوئی چیز نیچے ہے۔ ہر چیز میں ہے سب کی جان ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ وہ کسی چیز کا عین حقیقت ہے وہ غیر محدود ہے اور برتر ہے خیال اور گمان سے اور قیاس سے نظریں اوس پر احاطہ نہیں کر سکتیں اور وہ نظروں پر محیط ہے کوئی بھی ایسی شے نہیں کہ اوس کے مانند ہو پس اوس کیلئے تم مثالیں مت گھڑو ہو۔"

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی نسبت خود ہی یہ امور بیان کئے ہوں تو اوس کے لئے کسی قسم کی مثال گھڑنا در اصل حماقت پر دال ہے کیونکہ جب اوسکے علم و فضل وغیرہ کی مثال ہی نہیں ہو سکتی تو پانی اور حباب وغیرہ کی مثال ہی ناقص ہے۔

اللہ تعالیٰ کی نسبت کب کسی عارف نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ اوسکا علم جو کسی شے کے پیدا کرنے کے وقت تھا وہ اوس شے کے پیدا کرنے یا فنا پذیر ہونے کے بعد ضایع ہو گیا یا ضایع ہو سکتا ہے جب یہ بات کوئی مانتا ہی نہیں اور نہ اُس سے کسی نے انکار کیا ہے تو ایسا سوال ہی محض غلط اور بے فائدہ اور بے سروپا ہے۔ لیکن اگر اس کا یہ مطلب ہو کہ عالم یا صانع کا کسی چیز کے بنانے یا ترکیب دینے سے اس کا علم ہو اُس علم و صانع کے وجود کے اوس چیز میں ترکیب دیا جانا ضروری ہے تو یہ بات نہ تو ہماری سمجھ میں آتی ہے اور نہ تجربہ اس عبارت پر شہادت دیتا ہے کہ ایسا ہوتا ہے یا کبھی ہوا ہے۔ ہاں البتہ بڑی بڑی صنعتوں کو دیکھنے سے اون کی ترکیب دینے والوں کے اعلیٰ علم اور صانع ہونے پر کامل یقین آتا ہے کہ واقعی اون کے علم نے کمال حاصل کیا ہے مگر یہ نہیں

اون میں نظر آتا ہے کہ در اصل صانع کا سارا وجود یا وجود کا کچھ حصہ بھی اوس میں جلوہ گر ہو ہاں اون کا علم اپنی پوری جھلک دکھلاتا ہے پس اس سے نتیجہ یہ نکلا کہ علم عالم کا اوس کے وجود سے ایسا جدا نہیں ہوتا جیسے کہ اوس کی علمی صنعت اوس سے جدا ہوتی ہے اور عالم و صانع اپنی صنعت کے ساتھ ایسا پیوست نہیں ہوتا جیسے حباب پانی سے نکل کر اوسی میں پیوست ہوتا ہے جس سے کہ یہ بات آسانی سے حل ہو گئی کہ مخلوق خالق کا عین نہیں ہے اور اوس سے شرک ہرگز ہرگز لازم نہیں آتا کیونکہ شرک کہتے ہیں کسی کو کسی کی ذات و صفات و حالت و حیثیت وغیرہ میں برابر یقین کرنے کو مثلاً اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر عالم الغیب خالق مالک رازق رحمٰن رحیم لم یزال لایزال غیر فانی ابدی قیوم ہے اگر ہم کسی دوسرے کو ایسا یقین کریں تو در اصل یہ شرک ہوگا۔ ہاں مخلوق کو خالق کا عین کہنا فی الحقیقت شرک ہے کیونکہ ایک شے فانی اور ترقی اور تنزل کے مرحلے طے کرنیوالی دوسری غیر فانی اور ہمہ حالت میں ایک حالت میں رہنے والی کیونکر اسکی عین ہو سکتی ہے۔ جس سے اس عقیدہ کا باطل ہونا تو اظہر من الشمس ہو جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ان لوگوں نے شرک کو سمجھا ہی نہیں اور نہ یہ شرک کی تعریف کر سکتے ہیں۔ اسی لئے ایسی ایسی باتیں پیش کرتے ہیں کہ جو کوئی مخلوق کو خالق کا عین نہ سمجھے وہ مشرک ہے۔ حالانکہ مشرک وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات وغیرہ کے ساتھ کسی دوسرے کی ذات و صفات ویسی ہی تسلیم کرے اور مخلوق کو خالق کا عین کہنے والا اس شق کو پورا کر دیتا ہے جس سے اُس کا مشرک ہونا اوس کے اپنے منہ سے ہی ثابت ہو جاتا ہے کیونکہ جب وہ یہ مانتا ہے کہ مخلوق خالق کی عین ہے تو گویا اِن کا دوسرا شریک ثابت کرتا ہے کہ در اصل وہ اُس میں بھی وہی صفات یقین کرتا ہے جو اوس میں جس کا کہ وہ عین ہے مانتا ہے مثال کے طور پر انسانی فوٹو (عکس) پر غور کرنا کافی ہے کیونکہ جو اصل میں خط و خال ہوتے ہیں وہی فوٹو (عکس) میں جو عین ہوتا ہے آتے ہیں۔ پس جب مخلوق کو خالق کا عین تسلیم کر لیا تو بڑا بھاری شرک ہو گیا لہذا ثابت ہوا کہ وحدۃ الوجودی اول درجہ کے مشرک ہیں نہ کہ معرفت سے آشنا۔

الحاصل یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمارا خالق مالک رازق ہے جس کے ارادہ اور حکم سے ہم پیدا ہوئے ہیں کہ جس کے سہارے سے ہم سب زندہ ہیں نیز

---

* یہ تمام صفات اللہ حضرت امام ہمام امام صادق جناب مرزا صاحب علیہ السلام نے (منظور حسین الہ آبادی وحدۃ الوجودی کے جواب میں جو خط لکھا ہے اور جو الحکم کے تین پرچوں میں ۱۹۰۶ء میں طبع ہوا ہے) قرآن کریم سے لیکر ایک جا پر اکٹھی کی ہیں جن کے مطالعہ کے بعد کوئی شخص وحدۃ الوجودیوں کے پھندے میں نہیں پھنس سکتا۔

الحمد للہ والمنۃ کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک ایسا کامل اور مکمل امام (علیہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ) عطا فرمایا ہے کہ جس نے حَکَم اور عدل ہونے کی حالت میں ہر ایک مختلف فیہ مسایل پر اچھی طرح روشنی ڈال کر ہم کو گرداب ضلالت میں گرنے سے بچایا۔ ناظرین اچھی طرح خیال فرمالیں کہ وحدۃ الوجودیوں سے ٹکر کھانا اور پھر اون کے ساتھ سوال و جواب میں برابر اترنا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ یہ منزل بڑی کٹھن ہے کیونکہ یہ حضرات ایسے چالاک ہوتے ہیں کہ جہاں گرنے لگتے ہیں وہاں جھٹ ایسی راہ اختیار کر لیتے ہیں کہ جس کو سایل خود تسلیم کرتا ہے مگر باایں ہمہ قرآن کریم اور اسلام حجت و دستخط پر اعتراض کرتے ہیں۔ رات دن لوگوں کو یہی سبق پڑھاتے ہیں کہ بھائی! اپنے آپ کو پہچانو اپنے آپ کو پہچانو! مگر جب وہ بیان کرتا ہے کہ حضرت میں نے تو اپنے آپ کو پہچان لیا ہے یعنے میں مانتا ہوں کہ میں ایک ناچیز ہستی ہوں اور فنا پذیر ہستی ہوں اور ہر ایک عیب اور دکھ سے محض بغیر فضل ایزدی کے رہائی نہیں پا سکتا اور کہ اللہ تعالیٰ میں ہی ساری خوبیاں اور صفتیں ہیں اور وہی تمام عیبوں سے پاک اور ہر ایک کمزوری سے بالکل مبرا ہے تاہم یہ حضرت تسلیم نہیں کرتے بلکہ طوطے کی طرح پہلے ہی الفاظ دہرائے جاتے ہیں اور اپنا یہ حال ہے کہ سوا ان گپ بازیوں کے کبھی ایسی جھلک نہ دکھائے ۔ ۔ ۔ ۔ کہ جس سے کوئی نکتہ ہیں